آئینۂ
انجیل
از:- یعسوب

آئینۂ انجیل
از
یعسوب

ناشرین
۳۶ فیروز پور روڈ
مینارِ کتب لاہور

بار پندرہ
تعداد پانچ سو
قیمت ۹ روپے
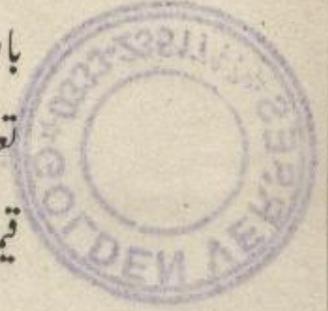
سنہ ۲۰۰۸ء

مینیجر مسیحی اشاعت خانہ ۳۶ فیروز پور روڈ، لاہور نے مکتبۂ جدید پریس، لاہور سے چھپوا کر شائع کیا۔

نوٹ

آئینہ انجیل کو پیش کرتے وقت مصنف نے بائبل مُقدّس کے متعدد واقعات و آیات کے ذکر کے ساتھ ان کا حوالہ بھی قاری کی سہولت کی خاطر دیا۔ مثلاً صفحہ نمبر ۶ پر زکریاہ ۹ : ۹ کا یہ مطلب ہے کہ یہ عبارت بائبل مُقدّس کے اُس حصّے کے نویں باب کی نویں آیت میں پائی جاتی ہے جو زکریاہ کے نام سے مشہور ہے۔

ناشرین

آئینہِ انجیل

خُدا تعالےٰ ایک ہی ہے۔ تمام کائنات کا خالق و مالک کُل نوعِ اِنسانی کا پروردگار و مُنصف۔ تمام مخلوقات اُس کو جان کر اُس کی شان کے شایان حمد و تعریف کرے۔ اُس کی رضا جیسے آسمانیوں میں پوری ہوتی ہے ویسے ہی زمینیوں میں بھی ہو۔ آمین

خُدا تعالےٰ کا کلمہ بھی ایک ہی ہے جو مختلف زمانوں میں مختلف قوموں کے لئے مختلف انبیائے کرام کی معرفت نازل ہُوا۔ خوش قسمت ہیں ہم لوگ جو زمانوں کے پُورا ہونے پر خدا تعالےٰ کے مکمل و مدوّن کلامِ پاک کے وارث بن گئے ہیں۔

خُدا تعالےٰ کی خُوشخبری بھی ایک ہی ہے کیونکہ خدا تعالےٰ اور انسان کے درمیان میل ملاپ اور مژدۂ حیاتِ ابدی بھی ایک ہی ہے۔

بائبل مُقدّس

بائبل مُقدّس دو بڑے حصّوں پر مشتمل ہے۔

(۱) عہدِ عتیق یا پُرانا عہد نامہ جو مختصراً توریت کہلاتا ہے۔

(۲) عہدِ جدید یا نیا عہد نامہ جو مختصراً انجیل کہلاتا ہے۔

پہلا حصّہ جو عہدِ عتیق کہلاتا ہے وہ کلمۃ اللہ یعنی حضور یسوع مسیح جنہیں اہلِ اسلام حضرت عیسیٰ کے نامِ مُبارک سے یاد کرتے ہیں کی ولادتِ سعادت سے قبل کا ہے۔ وہ مختلف زمانوں میں، مختلف انبیاء کی معرفت حصّہ بہ حصّہ معرضِ وجود میں آیا۔ دوسرا حصّہ جو عہدِ جدید کہلاتا ہے، وہ حضورِ مسیح کی رسالت کی تکمیل کے بعد مختلف انبیاء کے وسیلہ سے حصّہ بہ حصّہ ضبطِ تحریر میں آیا۔

توریت شریف

عہدِ عتیق تین بڑے حصّوں پر مشتمل ہے۔

(۱) حضرت موسیٰ کی توریت، جو مذہب کی بنیاد ہے۔ اِس میں تخلیق عالم، تمام اشیا کی ابتدا اور اُن قوانین کا بیان ہے جو مذہب اور انسانی زندگی پر حاوی ہیں

(۲) حضرت داؤد کا زبُور۔ یہ دُعا و مناجات اور حمد و ثنا کی کتاب ہے

(۳) صحائف انبیاء۔ اِن میں بڑا مضمون کلمۃ اللہ حضورِ یسوع مسیح کی بادشاہ کی حیثیت سے آمد کی پیشین گوئیاں ہیں۔

ما۔ نوٹ:۔ عہدِ عتیق ایک ضخیم کتاب ہے۔ لیکن اسکے آسان تعارف کو "خلاصۂ توریت، زبُور اور صحائف انبیا" کے نام سے اُردُو میں شائع کر دیا گیا ہے۔ یہ سکرپچر گفٹ مشن پوسٹ بکس نمبر ۱۳۷ لاہور سے مل سکتا ہے۔

عہدِ عتیق کو اس کے پہلے حصّہ کے نام پر مختصراً توریت شریف بھی کہا جاتا ہے۔

صحائفِ انبیاء

ہم صحائفِ انبیا میں سے کلمتہ اللہ کی اِس دُنیا جہان میں آمدِ مبارک کی بہت سی پیشین گوئیوں میں سے ذیل میں چار مثالیں پیش کرتے ہیں :-

(۱) "دیکھ تیرا بادشاہ تیرے پاس آتا ہے" زکریاہ ۹ : ۹
(۲) "دیکھو میرا خادم" یسعیاہ ۵۲ : ۱۳
(۳) "دیکھ وہ شخص" زکریاہ ۶ : ۱۲
(۴) "دیکھو اپنا خدا" یسعیا ۴۰ : ۹

مندرجہ بالا مثالوں میں موعودہ نجات دہندہ کے چار پہلو بیان کئے گئے ہیں :-

(۱) بادشاہ :- اِنسان پر حکومت کرنے والا۔
(۲) خادم :- خُدا کا خادم یعنی اُس کی مرضی پُوری کرنے والا۔
(۳) شخص :- انسان کی تخلیق کے وقت جو مقصد خدا کا تھا اُسے پورا کرنے والا۔
(۴) خُدا :- جو اپنے لوگوں کے درمیان آیا۔

نئے عہد نامہ میں ان مضامین کی وضاحت حضورِ یسوع مسیح کی زندگی کی بہت سی نرالی مثالوں سے کی گئی ہے۔

اِنجیل شریف

عہدِ جدید چار حصّوں پر مشتمل ہے:-

(۱) اناجیلِ اربعہ :- اِن میں ملکِ فلسطین میں حضورِ یسوع مسیح کی رُوحانی بادشاہی کے آغاز، آپ کی زندگی اور تعلیمات، اور اُن چند منتخب اشخاص کی تربیت کا بیان ہے جنہیں آپ نے رسُول (حواری) کے لقب سے یاد فرمایا۔

(۲) رسُولوں کے اعمال :- رسولوں نے جو بشارت تمام رومی سلطنت میں کی، اُسے انجیل شریف کے اِس حصّہ میں بیان کیا گیا ہے۔ یہ تبلیغ فلسطین کی سرزمین سے شروع ہوئی اور روم شہر میں تکمیل کو پہنچی۔

(۳) رسُولوں کی تعلیمات (خطوط) :- اِس میں وہ تعلیمات درج ہیں جو رسولوں نے کلمتہ اللہ سے حاصل کیں اور بذریعہ خطوط اپنے زمانہ کے مسیحیوں کو پہنچائیں۔

(۴) مکاشفہ کی کتاب :- مستقبل کی رویاؤں کی کتاب۔ یہ حضورِ مسیح کے ایک حواری بنام حضرت یوحنا کی معرفت ہم تک پہنچی۔

عہدِ جدید کو اکثر اس کے پہلے حصّہ کے نام پر مختصراً انجیلِ مُقدّس کہا جاتا ہے۔

اناجیلِ اربعہ

اناجیلِ اربعہ کو، جو عہدِ عتیق کے وعدوں اور پیشین گوئیوں کی تکمیل ہے، اُسے عہدِ جدید کے شروع میں جگہ دی گئی ہے۔ یہ مناسب بھی ہے کیونکہ یہ اُن تمام تعلیمات کی بنیاد ہے جو کلمتہ اللہ کے حواریوں نے دیں۔ درحقیقت عہدِ جدید کے دیگر حصّوں میں کوئی ایسی بات نہیں پائی جاتی جس کی بنیاد اور سند حضورِ یسوع مسیح کے اعمال و اقوال پر مبنی نہ ہو۔

اِنجیلِ مُقدّس ایسے کلام پر مشتمل نہیں ہے جو بے خودی یا عالمِ خواب میں انسان تک پہنچا ہو بلکہ یہ حضور مسیح کے حواریوں کی چشم دید شہادتیں ہیں۔ جو کچھ انہوں نے آپ کے ساتھ رہ کر اپنی آنکھوں سے دیکھا اور کانوں سے سنا، اُسے انہوں نے قلم بند کیا۔

اور اِنجیلِ شریف صرف ایک ہی شخص کی شہادت نہیں ہے۔ موجودہ دور کی طرح قدیم زمانہ کے قوانین کے مطابق بھی۔ کِسی اہم واقعہ کی تصدیق کے لیے دو یا تین گواہوں کی ضرورت ہوتی تھی۔ درحقیقت انجیل شریف کلمتہ اللہ کے متعلق چار محتاط اور سنجیدہ و فہمیدہ شہادتوں پر مشتمل ہے۔ یوں اُس کے قابلِ اعتماد ہونے میں کوئی کسر باقی نہیں رہتی۔

عدالت میں وہی گواہیاں درست سمجھی جاتی ہیں جو تمام بڑے بڑے اور اہم نکات پر باہم متفق ہوتی ہیں۔ لیکن اگر وہ گواہیاں چھوٹے چھوٹے نکات پر بھی بالکل اتفاق کرتی ہوں اور لفظ بہ لفظ ایک جیسی ہوں تو ہم فوراً اندازہ لگالیتے ہیں کہ یہ سکھائی پڑھائی گئی ہیں۔ لہٰذا اناجیلِ اربعہ کے چاروں بیانات کا کئی امور میں باہم متفق نہ ہونا ان کی صداقت پر مہر لگاتا ہے۔ اسی بات کو ایک اور مثال سے یوں واضح کیا جاسکتا ہے کہ اگر کسی شخص کی تصویر ایک پہلو کی طرف سے اتاری جائے تو اس میں اُس کے چہرہ کا ایک رُخ یعنی ایک کان اور ایک آنکھ ہی نظر آئے گی۔ قابلِ اعتبار گواہی محض وہ ہے جس میں صرف وہی کچھ بیان کیا گیا ہو جو گواہ نے خود اپنی آنکھوں سے دیکھا یا اپنے کانوں سے سنا ہو۔

انجیل شریف کے بارے میں ایک قدیم تشبیہ

مندرجہ بالا اصول، جس کا اطلاق انجیل شریف پر کیا جا رہا ہے، اس کی تشبیہ اُس قدیم رویا میں دیکھی جا سکتی ہے، جسے خدا تعالیٰ کے ایک نبی حضرت حزقی ایل نے تقریباً ۶۰۰ سال قبل از مسیح دیکھا تھا۔ انہوں نے چار عجیب المخلقت آسمانی جانداروں کو دیکھا جن کے سروں کی کیفیت کو انہوں نے یوں بیان کیا ہے "اُن کے چہروں کی مشابہت یوں تھی کہ اُن چاروں کا ایک ایک چہرہ انسان کا۔ ایک ایک شیر ببر کا اُن کی دہنی طرف اور اُن چاروں کا ایک ایک چہرہ سانڈ کا بائیں طرف اور اُن چاروں کا ایک ایک چہرہ عقاب کا تھا" (بائیل مقدس، حزقی ایل ۱: ۱۰)۔

یہ چاروں جاندار کائنات کی نمائندگی کرتے ہیں :۔

(۱) شیر ببر تمام جانوروں کا بادشاہ ہے (دیکھئے "دیکھ تیرا بادشاہ تیرے پاس آتا ہے" (صفحہ ۶)

(۲) سانڈ بار بردار (دیکھئے "دیکھو میرا خادم"، صفحہ ۶)

(۳) انسان زمین کا حاکم (دیکھئے "دیکھ وہ شخص"، صفحہ ۶)

(۴) عقاب بلند پرواز (دیکھئے "دیکھو اپنا خدا"، صفحہ ۶)

یاد رہے کہ ان عجیب و غریب آسمانی جانداروں کے چار چار چہرے تھے۔ جب نبی نے شیر ببر کے چہرہ پر نظر کی تو انہیں بائیں طرف عقاب کا اور دائیں طرف انسان کا چہرہ نظر آیا۔ اور جب انہوں نے انسان کے چہرہ کی طرف دیکھا تو انہیں تھوڑا بہت شیر ببر اور سانڈ کا چہرہ بھی نظر آیا۔

اناجیلِ اربعہ کی پہلی کتاب متّی

اناجیل اربعہ میں کلمتہ اللہ یعنی حضورِ یسوعؔ مسیح کے متعلق جو پہلا پہلو پیش کیا گیا ہے وہ گویا شیر ببر کا ہے یعنی آپ کا شاہانہ اختیار۔ گو آپ کی شخصیّت کے دیگر پہلوؤں کو بھی نظر انداز نہیں کیا گیا۔ تاہم خاص زور آپ کے بادشاہ ہونے اور آپ کی آسمانی بادشاہت پر دیا گیا ہے جسے آپ نے زمین پر قائم کیا۔

اناجیلِ اربعہ کا پہلا حصّہ متّی کہلاتا ہے۔ حضرت متّی حضورِ مسیح کے بارہ حواریوں میں سے ایک تھے۔ اِس حصّے کا آغاز ماہرینِ علمِ نجم کی آمد سے ہوتا ہے جو یہ دریافت کرتے ہوئے آئے تھے کہ نوزاد بادشاہ کہاں ہے؟ (متّی ۲ : ۲)۔ یہ ماہرینِ علمِ نجم اِنہی علاقوں سے آئے تھے جہاں آج کل ہم اقامت پذیر ہیں۔ اختتام کلمتہ اللہ کے صلیب دئے جانے سے ہوتا ہے جس پر ایک کتبہ آویزاں تھا "یہ یہودیوں کا بادشاہ یسوعؔ ہے" (متّی ۲۷ : ۳۷)۔ تمام بیان کا خلاصہ اِس آیت سے ظاہر ہے کہ "صیوؔن کی بیٹی سے کہو کہ دیکھ تیرا بادشاہ تیرے پاس آتا ہے" (متّی ۲۱ : ۵)۔

آسمان کی بادشاہی کی بشارت

متّی کی تمام کتاب میں حضورِ مسیح کا عظیم پیغام "آسمان کی بادشاہی کی خوشخبری" ہے۔ آپ نے خود اعلان کیا کہ "یہ بادشاہی نزدیک آگئی ہے" (متّی ۴ : ۱۷)۔ بعد ازاں آپ نے اِسی پیغام کی تبلیغ کرنے کے لیے اپنے حواریوں کو بھی بھیجا (متّی ۱۰ : ۷)۔

حضورِ مسیح نے اعلان کیا کہ آسمان کی بادشاہی اپنی تمام برکات کے ساتھ اُن لوگوں کی میراث ہے جو خدا تعالےٰ کی نظر میں غریب ہیں۔ وہ کون ہیں؟ وہ فروتن مومن جو دُنیا کے گناہ پر جس میں اُن کا بھی حصّہ ہے ماتم کرتے ہیں۔ وہ جو حلیم اور رحمدل ہیں۔ وہ جو راستبازی کے بھُوکے اور پیاسے ہیں اور جو خدا تعالےٰ کے دیدار کے آرزومند رہتے ہیں۔ وہ جو نیکی اور اپنے بادشاہ حضُور یسوؔع مسیح کے ساتھ وفاداری کی خاطر ستائے جاتے ہیں۔

اِس بادشاہی کی برکات کیا ہیں؟ افسردہ دلوں کے لئے اطمینان، غریبوں کے لیے قیمتی وراثت اور اُن کے لیے آسودگی جو خدا تعالےٰ کی مرضی کی تعمیل وتکمیل کے آرزومند ہیں۔ اُس کے علاوہ کوئی اور بادشاہی ایسی نہیں جو خدا تعالےٰ کی حکمت اور اُس کی محبّت کی رو یا پیش کر سکے (متی ۵ : ۳-۱۳)۔

آسمان کی بادشاہی ابد تک قائم رہے گی۔ لہٰذا آسمان کی بادشاہی میں داخل ہونے کا مطلب ہے ابدی زندگی کی بخشش، گناہوں کی معافی کا تجربہ اور خدا تعالےٰ کے ساتھ میل ملاپ (متی ۵ : ۱۲؛ ۷ : ۲۱؛ ۱۸ : ۳؛ ۱۹ : ۲۳)۔ اور چونکہ یہ بادشاہی ازلی اور ابدی ہے اِس لئے اس کے اصولات وقوانین کی فرمانبرداری ماضی اور مستقبل کے پوشیدہ علم کو پہچانتا ہے (متی ۱۳: ۱۱، ۵۲)۔

مخالف بادشاہی

حضورِ یسوؔع مسیح کی بعثت کا مقصد شیطان کے شاہی اختیار کو نیست کرنا تھا۔ صرف ایسی صورت میں ہی آپ خُدا تعالےٰ کی بادشاہی اِس زمین پر

قائم کر سکتے تھے۔

حضورِ مسیح کی ولادت مُبارک

جب حضورِ مسیح بیت لحم میں پیدا ہوئے تو مخالف بادشاہی کا نمائندہ یہودیہ کا ظالم بادشاہ ہیرودیس تھا۔ سب سے پہلے اُس نے جھوٹی پارسائی کا لبادہ اوڑھ کر بچے کو تلاش کرنے کی کوشش کی تاکہ اُسے قتل کرائے (متی باب ۲)۔ لیکن جب ناکام رہا تو اُس نے اُس علاقہ کے تمام نوزاد لڑکوں کو قتل کرا دیا۔ لیکن حضرت یوسف حفاظت کی غرض سے بچے اور اُس کی والدہ حضرت مریم کو لے کر پہلے ہی مصر کو ہجرت کر گئے تھے۔ ابلیس کی بادشاہی مکار اور بے رحم تھی بلکہ اب بھی ہے، لہٰذا ہمیں اُس سے ہوشیار رہنے کی ضرورت ہے۔

آزمائش

جب قریباً تیس ۳۰ برس کی عمر میں حضرت عیسیٰ مسیح نے اپنی خدمت کا آغاز کیا تو ابلیس کے ساتھ آمنا سامنا ہوا۔ "ابلیس اُسے ایک بہت اُونچے پہاڑ پر لے گیا اور دنیا کی سب سلطنتیں اور اُن کی شان و شوکت اُسے دکھائی۔ اور اُس سے کہا اگر تو جُھک کر مُجھے سجدہ کرے تو یہ سب کچھ تجھے دے دونگا" (متی ۸ : ۹)۔

شیطان حضورِ مسیح کی فتح کے ڈر سے کانپ رہا تھا۔ دُنیا پر اپنے اختیار کو برقرار رکھنے کے لئے اُس کی تجویز یہ تھی کہ تمام دنیا برائے نام حضورِ مسیح کے پیروکار بن جائے لیکن ان کا دل ابلیس کی آماجگاہ بنا رہے۔

دنیا کی خدا تعالےٰ کے ساتھ دشمنی کی رُوح کے تین نام ہیں، شہوت پرستی، مادہ پرستی اور غرور یا خود پرستی۔ حضورِ مسیح نے اِس قسم کی نام نہاد بادشاہی قائم کرنے سے انکار کر دیا۔ آپ کا مصمم ارادہ تھا کہ پہلے اِس کے اختیار و قدرت کو تباہ و برباد کریں گے خواہ اُس کی قیمت آپ کو کتنے ہی آنسوؤں، پسینے اور خون بہانے کی صورت میں کیوں نہ ادا کرنی پڑے۔ آپ ہر حالت میں صرف خدا تعالےٰ کی پرستش اور اسی کی فرمانبرداری کرنے کو تیار تھے خواہ آپ کو بھوک، تکالیف، بے عزتی، یہاں تک کہ موت بھی کیوں نہ برداشت کرنی پڑے۔ آپ جس بادشاہی کے قائم کرنے کو تشریف لائے تھے، وہ خُدا تعالےٰ کی بادشاہی تھی نہ کہ کسی اور کی۔

دونوں بادشاہتوں کے نشانات

مخالف شیطانی بادشاہی کا نشان صلیب تھا۔ شاید آپ حیران ہو کر کہیں کہ "میرا تو خیال تھا کہ صلیب مسیحیوں کا نشان ہے"۔ بے شک یہ بھی درست ہے۔ تو بھی ذرا دیکھئے۔

قدیم رومی ایک بلّی کو دوسری بلّی پر ترچھی رکھ کر صلیب (+) کے لئے استعمال کیا کرتے تھے۔ سزائے موت کا یہ نہایت ظالمانہ طریقہ تھا۔ بدبخت مجرم کے پھیلے ہوئے ہاتھ ترچھی بلّی پر کیلوں سے جوڑ دئے جاتے اور اس کے پاؤں کو سیدھی بلّی سے باندھ دیا جاتا یا اُن میں کیل ٹھونک دئے جاتے۔ پھر مجرم کو ننگا اور پیاسا وہاں اذیت اور بے عزتی سہنے کے لیے ایک لمبے عرصہ تک لٹکے رہنے دیا جاتا تاوقتیکہ موت اُسے رہائی نہ دلائے۔ بعض اوقات تو مجرم تین دن تک لٹکے رہتے تھے۔ لہٰذا صلیب منصفوں اور

حاکموں کے اختیار کا بڑا دہشت ناک نشان تھا۔ رومی گورنر پیلاطس نے حضور مسیح کو دھمکا کر شیخی بگھاری تھی کہ اُسے صلیب دینے کا اختیار ہے۔ پس صلیب بے دینوں اور ظالموں کا نشان ہے۔

صلیب، جھوٹے مذہبی راہنماؤں اور تاریک دل علمار کا بھی نشان ہے کیونکہ یہی وہ لوگ تھے جنہوں نے سب سے پہلے حضور مسیح سے نفرت کا اظہار کیا اور آپ کو سزائے موت دلائی۔ یہی وہ لوگ تھے جنہوں نے رومی گورنر کو مجبور کیا کہ آپ کو صلیب دے۔ وہ آپ کے پاک اور بلند کردار اور عوام میں آپ کی ہر دلعزیزی سے حسد کرتے تھے۔ وہ اِس بات سے بھی تنگ تھے کہ آپ انہیں اُن کی جہالت اور ریاکاری پر بر ملا ملامت کیا کرتے تھے۔ پس آپ کے لئے اُن کا جواب بھی یہی تھا کہ "ہمارے پاس تجھے مصلوب کرانے کا اختیار ہے"۔

یہ سادہ لوح اور بے سمجھ عوام کا بھی نشان ہے۔ انہوں نے اپنی سوچ بچار کا کام اپنے سیاسی اور مذہبی راہنماؤں پر چھوڑ رکھا تھا۔ سردار کاہنوں اور بزرگوں نے بھیڑ کو ابھارا کہ وہ حضورِ مسیح کی موت کا مطالبہ کریں (متی ۲۷ : ۲۰)۔ پس وہ نعرے لگاتے رہے "اُسے صلیب دے"۔

لہٰذا صلیب بے دین دنیا کی عداوت اور ظلم کا نشان ہے۔ صلیب بدی کی طاقت کے ہاتھوں شکست اور بے عزّتی کا نشان ہے۔

مسیحی نشان

اگر امرِ واقعہ یہ ہے تو پھر صلیب دینِ عیسوی کا نشان کیسے بن گئی؟ اِس لیے کہ حضورِ مسیح نے اپنے پیروکاروں کو صلیب اُٹھانے کا حکم دیا

(متی ۱۶ : ۲۴) - آپ نے فرمایا کہ ہمیں اُس دنیا سے جس نے نفرت کر کے آپ کو ردّ کر دیا، یہ اُمید نہیں رکھنی چاہیئے کہ وہ اپنے پیروؤں کو قبول کرے گی اور اُن سے محبت رکھے گی (متی ۱۰ : ۱۶ - ۳۹) - جب کوئی شخص صلیب اٹھاتا ہے تو اُس کا مطلب یہ ہے کہ اس نے اپنے پیارے آقا مسیح کی خاطر مخالفت، اذیت، یہاں تک کہ موت کو بھی قبول کر لیا ہے۔

امن و سلامتی کا نشان

جس معاشرہ میں خون کے بدلے خون کا اصول چلتا ہے، وہاں اِس بے معنی قتال کو روکنے کا صرف ایک طریقہ ہے۔ جس کا عزیز قتل ہو چکا ہو وہ غرور اور اشتعال کو ترک کر کے فیصلہ کرے کہ "بس اب سے خون بہانا بند ہو جائے۔ مَیں بدلہ نہیں لونگا۔" یہی کچھ حضورِ مسیح نے کیا۔ آپ نے جج، بدکار راہنماؤں اور جاہل عوام کی طرف سے پیش کردہ صلیب کو قبول کر لیا۔ یہ آپ کی بادشاہی کا قانون ہے اور آپ ہمیں بھی اِس پر عمل کرنے کی تلقین کرتے ہیں۔ اِس طرح سے آپ نے مخالف بادشاہی کو برباد کیا اور آسمان کی بادشاہی قائم کی۔

نوٹ :۔ یہاں یہ بتانا بے جا نہ ہوگا کہ حضورِ مسیح کے شیدائی صلیبی جنگوں کی مذمت کرتے اور اُن کے باعث شرمسار ہوتے ہیں۔ اگر کبھی صلیب اُٹھانے کا انکار کیا گیا تو یہ صلیبی جنگوں میں ہُوا۔

دیگر پہلو

گو انجیل شریف کی اس کتاب میں کلمتہ اللہ کے شاہی رتبے پر زور دیا

گیا ہے تاہم آپ کی شخصیت کے دیگر پہلوؤں کو بھی ملحوظ رکھتے ہوئے آپکی کامل انسانیت کا بھی اقرار کیا گیا ہے۔ آپ خشک و بنجر زمین سے ایک جڑ کی مانند پھوٹ نکلے۔ آپ نے مریم بتولہ کے بطنِ مبارک میں شکل پکڑی اور عام بچوں کی طرح قد و قامت میں بڑھے (متی باب ۱)۔ جب آپ چالیس دن رات روزہ دار رہے تو آپ کو عام انسانوں کی طرح بھوک محسوس ہوئی۔ پھر ابلیس نے آپ کو خدا تعالےٰ سے منحرف ہونے کے لئے آزمایا لیکن آپ نے انکار کر دیا۔ آپ نے اپنے آپ کو "آدمی" کہا۔ "آدمی صرف روٹی ہی سے جیتا نہ رہے گا بلکہ ہر بات سے جو خدا کے مُنہ سے نکلتی ہے" (متی ۴: ۱-۴)۔ آپ نے اپنے لئے جو نام منتخب کیا وہ "ابنِ آدم" تھا (متی ۸: ۲۰؛ ۹: ۶ وغیرہ)۔

نیز آپ کی کامل الوہیت کے بارے میں صراحت کی گئی ہے۔

۱- ایک مرتبہ کلمۃ اللہ اپنے پورے الہٰی جاہ و جلال میں ظاہر ہوئے (متی ۱۶: ۱۳-۱۷)۔

۲- آپ نے دعویٰ کیا کہ صرف بیٹا ہی خدا باپ کو جانتا ہے کہ اُسے لوگوں پر ظاہر کرتا ہے (متی ۱۱: ۲۵-۳۰)۔

۳- آپ کی اطاعت کا مطلب خدا تعالےٰ کی فرمانبرداری کرنا ہے اور آپ کا انکار کرنا حماقت ہے جس کا انجام نہایت تلخ ہوگا۔

۴- آپ دوبارہ الہٰی جاہ و جلال کے ساتھ بادلوں پر تشریف لائیں گے (متی ۲۶: ۶۴)۔

۵- جس طرح چرواہا بھیڑوں کو بکریوں سے جُدا کرتا ہے، اِسی طرح آپ بھی جب اپنے تختِ عدالت پر بیٹھیں گے اور تمام قومیں آپ کے سامنے جمع کی جائیں گی تو مومنین کو بدکاروں سے جُدا کریں گے

(متی ۲۵ : ۳۱-۴۶) - مذکورہ تمام بیانات حضور مسیح کی الوہیت کے مظہر ہیں۔

مالکِ دو۲ جہاں

حضور یسوع مسیح کی وفات، مردوں میں سے جی اُٹھنے کے بعد مالکِ دوجہان کی حیثیت سے فرشتوں، انسانوں اور بدروحوں پر اختیار کا مظاہرہ کرتے ہوئے اپنے حوارین پر ظاہر ہوئے۔ اسی اختیار کے ساتھ، آپ نے اپنے رسولوں کو نجات کی خوشخبری کی بادشاہی کی تبلیغ کرنے کے لئے تمام اقوامِ عالم میں بھیجا۔

چنانچہ جس بادشاہ کا اناجیلِ اربعہ کی اِس پہلی کتاب میں بیان کیا گیا ہے، وہ ذاتِ انسانی اور ذاتِ الٰہی دونوں کا مالک ہے۔ آپ کی پیدائش کے موقع پر ماہرینِ علمِ نجوم جو حقیقتاً مشرق کے شہزادے تھے، آپ کو سجدہ کرنے آئے تھے (متی ۲ : ۱-۱۲)۔ آیئے ہم بھی ذاتِ الٰہی اور ذاتِ انسانی کے اِس عظیم بادشاہ کو سجدہ کریں، اُسے بادشاہ مانیں اور اس کی اطاعت کریں۔ آمین

اناجیلِ اربعہ کی دُوسری کتاب مرقس

اناجیلِ اربعہ کی پہلی کتاب متیؔ اُن لوگوں کے لئے تحریر ہُوئی جو خدا تعالےٰ
اور انبیاء پر ایمان رکھتے ہیں۔ اس کے اختتام پر یہ حکم ہے کہ کلمتہ اللہ کی آسمانی
بادشاہی کی نجات کی خوشخبری کی تبلیغ تمام دنیا میں ہر زمانہ میں کی جائے۔ حقیقت
تو یہ ہے کہ آج اُس کی تبلیغ تمام دنیا میں یہاں تک ہو چکی ہے کہ جو لوگ پاک
نوشتوں سے محروم رہے تھے وہ بھی اُس سے آشنا ہیں۔ جو اقوام توریت،
زبُور اور صحائف انبیاء میں کلمتہ اللہ کی آمد کی بابت پیشین گوئیوں سے واقف
نہ تھیں۔ اِن میں انجیل شریف کے پیغام کو سادہ اور عام فہم طریقہ سے پیش کرنے
کی ضرورت تھی۔ اِس خدمت کے لیے خدا تعالےٰ نے حضرت مرقسؔ کو استعمال
کیا۔ یہی وجہ ہے کہ یہ کتاب اُن کے نام سے منسوب ہے۔ حضرت مرقسؔ تعلیم یافتہ
شخص تھے۔ وہ بیٹے کی طرح حواری پطرسؔ کی خدمت کرتے تھے۔ انجیل کے
اس حصّے میں کلمتہ اللہ کی بابت وہ بیانات ملتے ہیں جنہیں حواری پطرسؔ نے
اپنی تبلیغ میں پیش کیا اور حضرت مرقسؔ سے قلمبند کروایا۔ حواری پطرسؔ
اُن بیانات میں یہ بتلاتے تھے کہ کس طرح حضور یسوعؔ مسیح ان لوگوں کو جنہیں
ابلیسؔ نے مختلف طور پر اپنے بند میں جکڑ رکھا تھا۔ شفا دیتے اور آزاد
کرتے تھے۔ بعینہٖ مرقسؔ کی کتاب کے مندرجہ بیانات اِس خوشخبری کی اشاعت
کرتے ہیں کہ جس طرح کلمتہ اللہ اپنے زمینی دَور میں بیماریوں اور بدروحوں
سے رہائی دیتے تھے، اُسی طرح آپ آج بھی لوگوں کو گناہوں اور ابلیس

سے بچانے کی قدرت رکھتے ہیں۔

نجات کی تمثیلیں

مذکورہ مختصر بیانات میں اہم بات یہ ہے کہ حضورِ یسوع مسیح کی قدرتِ کاملہ کا اظہار جن کاموں سے ہُوا ہے قاری ان میں اپنی ہی تصویر دیکھے۔ اور چونکہ حضورِ مسیح موت کا دکھ سہہ کر اب ہمیشہ کے لئے زندہ ہیں اِس لئے آپ ہر اُس شخص کو جو آپ کی معرفت خدا تعالےٰ کے پاس آتا ہے نجات دے سکتے ہیں۔ آیئے ہم بطور نمونہ چند مثالوں پر غور کریں۔

کوڑھی

مرقس ۱: ۴۰ - ۴۵

یہاں ایک کوڑھی کا ذکر ہے۔ اُس زمانہ میں کوڑھ کا مطلب چلتی پھرتی موت تھا۔ کوڑھی کو اس کے خاندان اور گھر سے نکال دیا جاتا اور وہ اجتماعی پرستش میں بھی شامل نہیں ہو سکتا تھا مبادا دوسروں کو کوڑھ لگ جائے۔ یہ ایک حقیقی واقعہ ہے حضورِ مسیح نے اُسے سچ مچ شفا دی۔ لیکن ساتھ ہی یہ ایک قسم کی تمثیل بھی ہے جو ہر شخص کے تجربہ میں آ سکتی ہے۔ کیونکہ بعض اوقات انسان کا ضمیر چیخ اُٹھتا ہے کہ ہائے مَیں کیسا کمبخت انسان ہوں! مَیں تو بدی سے بھرپور ہوں جو مجھے خدا کی پرستش اور خدمت سے روک دیتی ہے۔ میں ایک زبردست اخلاقی بیماری میں مبتلا ہوں جو میرے اِردگرد رہنے والوں کی زندگیوں کو بھی آلودہ کرتی ہے۔ خدا تعالےٰ کی پرستش اور رفاقت کا پُرمسرت تجربہ جو دوسروں کو حاصل ہے۔ جب تک میں اس

باطنی کوڑھ سے پاک نہ ہو جاؤں، مجھے حاصل نہیں ہو سکتا! ہائے مجھ کمبخت کو کون بچائے گا؟"

اِس کا جواب کوڑھی کی اِس سرگذشت میں ملتا ہے۔ حضورِ یسوؔع مسیح آپ کو شفا دیں گے۔ آپ نے فرمایا "مَیں چاہتا ہوں۔ تو پاک صاف ہو جا۔"
آپ ان لوگوں کی زندگی کو پاک صاف کر کے بحال کرتے ہیں جو آپ کا سہارا لے کر آپ کے فرمان بردار ہو جاتے ہیں۔ آپ اُنہیں خدا تعالےٰ کی پرستش کا اور اس کی خدمت کا پُرمسرت تجربہ عطا کرتے ہیں۔ آپ انہیں دوسرے لوگوں کے ساتھ شیریں رفاقت بخشتے ہیں۔ جو آدمی پہلے اپنی نکردہ بیماری کے باعث دوسروں کے لئے خطرے کا باعث تھا، وہ اب اپنے گھرانے اور اپنی برادری میں برکت کا باعث بن جاتا ہے۔

مفلوج کو شفا

مرقس ۲ : ۱ - ۱۲

دوسرے باب میں، مفلوج کا واقعہ ہمیں انسان کی افسوسناک حالت کے متعلق اور زیادہ بتاتا ہے۔ نیز یہ کہ حضورِ یسوؔع مسیح اِس کے لئے اور کیا کچھ کرتے ہیں۔

ہر نوجوان اِس دنیا میں اپنا راستہ خود تلاش کرنے اور کامیابی سے ہمکنار ہونے کی خواہش رکھتا ہے۔ اگر وہ نیک اطوار ہے تو ایسے کام کرے گا جو اُس کے والدین اور چھوٹے بہن بھائیوں کے لئے مدد کا باعث ہوں۔ لیکن یہ بدقسمت مفلوج ایسا نہیں کر سکتا تھا۔ اب وہ پہلے کی نسبت دوسروں کی مدد کا زیادہ محتاج تھا۔ کیونکہ جب وہ بچہ تھا تو اس کی والدہ اُسے

اُٹھا سکتی تھی لیکن اب اُسے چار آدمی اُٹھاتے تھے۔ مزید براں، ہم حضورِ مسیح کے ارشاد سے یہ بھی معلوم کرتے ہیں کہ وہ اپنی حالت کے بارے میں مجروح ضمیر رکھتا تھا۔ ایسا معلوم ہوتا ہے کہ وہ اپنے گناہوں کے باعث اِس بُری حالت کو پہنچا تھا۔

پس یہاں اُس شخص کے لئے پیغام ہے جو یہ محسوس کرتا ہے کہ میری قوّتِ ارادی مفلوج ہو کر رہ گئی ہے۔ وہ مفلوج جانتا تھا کہ اُسے کیا کرنا ہے لیکن اپنی معذوری کے باعث کر نہیں سکتا تھا۔ اُس کی مشکل یہ نہیں تھی کہ وہ صحیح راہ نہیں جانتا، وہ اُسے اچھی طرح جانتا تھا۔ اس کی مشکل یہ تھی کہ جس کام کو وہ درست جانتا تھا اُسے کرنے کے لئے اُس کے پاس قوّت نہیں تھی۔ اور یہی مشکل ہم سب کو درپیش ہے۔

اِس بیان میں اِس مسئلہ کا تجزیہ کیا گیا ہے کہ وہ نوجوان تاریکی کی قوتوں کی غلامی میں گرفتار تھا۔ جن گناہوں سے ہم توبہ نہیں کرتے وہ ہمیں ابلیس اور تاریکی کی قوتوں کے اختیار میں کر دیتے ہیں۔ ہم اپنی نافرمانی کے باعث شیطان کے ہاتھ بِک جاتے ہیں۔ ہماری قوتِ ارادی مفلوج ہو جاتی ہے اور ہم ابلیس کے اختیار و قدرت میں آجاتے ہیں۔ لیکن کلمۃ اللہ جو ربّ العالمین ہیں، ابلیس اور بدرُوحوں پر اختیار رکھتے ہیں۔ جب آپ نے اُس مفلوج میں ایمان دیکھا، تو آپ نے اُس کے گناہ معاف کر دیئے اور ابلیس کے چنگل سے اُسے رہائی بخشی۔

اِس فانی دنیا میں یہ کیسے معلوم ہو سکتا ہے کہ خُدا تعالےٰ کے حضور ہمارے گناہ معاف ہو چکے ہیں؟ اِس نوجوان کی زندگی میں اِس کا ثبوت نئی قوّت میں ملتا ہے، ایک ایسی قوّت جو اُسے خاک سے اُٹھا کر اپنا بوجھ خود اُٹھانے

کے قابل بنا دیتی ہے۔ اس کا اطلاق اپنی زندگی پر کرنے میں ہمیں کوئی مشکل درپیش نہیں ہوگی۔

دو اندھے

تیسری مثال دو اندھوں کی ہے۔ ذرا کسی اندھے شخص کی لاچاری اور بدقسمتی پر غور فرمایئے۔ وہ صرف انہی باتوں کو جانتا ہے جنہیں چھو سکتا ہے مثلاً زمین اور دیوار، کرسی اور پلنگ وغیرہ اُن کے متعلق وہ بخوبی جانتا ہے۔ لیکن اُسے چاند کی دُودھیا روشنی، چمکتے ہوئے ستاروں، بچوں کے مُسکراتے ہوئے چہروں اور گلاب کی دلکش رنگت کا کوئی علم نہیں۔ اِس کے لئے تمام دنیا تاریک ہے۔ اُس کے نزدیک صرف وہی اشیا حقیقت رکھتی ہیں جنہیں وہ چھو سکتا ہے۔

اندھا اِس شخص کو پیش کرتا ہے جس کا ایمان مفقود ہو۔ اُس کے دل کی آنکھیں بند ہیں اور وہ حیوانوں کی سطح پر زندگی بسر کرتا ہے۔ اندھوں کے یہ دو بیان ہمیں یاد دلاتے ہیں کہ فقط حضور یسوؔع مسیح نے ہی متعدد اشخاص کی آنکھیں کھولیں تاکہ وہ خدا تعالےٰ، بہشت اور دوزخ کی حقیقت کو جان سکیں۔ آپ کے ایک رسول نے فرمایا "خدا ہی ہے جس نے فرمایا کہ تاریکی میں سے نور چمکے اور وہی ہمارے دلوں میں چمکا تاکہ خدا کے جلال کی پہچان کا نور یسوؔع مسیح کے چہرے سے جلوہ گر ہو" (۲۔ کرنتھیوں ۴: ۶)

برتمائی - تقدیر کے بارے میں سبق

مرقس ۱۰ : ۴۶ - ۵۲

اِن اندھوں میں ایک کا نام برتمائی تھا - اِس کا بیان قسمت کے بارے میں بڑا اہم سبق سکھاتا ہے - بے شک یریحو جیسے بڑے شہر میں بہت سے اندھے تھے - اُن میں سے اکثر تاعمر تاریکی میں رہے، لیکن برتمائی کے حصے میں دن کی روشنی آئی - اُس کے متعلق دو باتوں پر غور فرمایئے -

(۱) وہ منّت کرنے والا شخص تھا - وہ حضور مسیح کو ابنِ داؤد اور موعودہ بادشاہ جانتے ہوئے پکارتا ہے - اور جب اُسے جھڑکا جاتا تو وہ اور بھی زیادہ گڑگڑانے لگتا ہے - جب خدا تعالےٰ کسی انسان کو اپنی نجات سے بہرہ ور کرنے کو ہوتا ہے تو اکثر اس کا پہلا نشان یہ ہے کہ وہ بڑی عاجزی سے اس کے حضور منت کرنے لگتا ہے -

(۲) وہ ایک فرمانبردار شخص تھا - وہ کہہ سکتا تھا کہ "اگر بینائی ملنا میری قسمت میں ہے تو خدا تعالےٰ مجھے اِسی جگہ دے سکتا ہے جہاں میں بیٹھا ہوں" - لیکن برگزیدگی کی پکار ہم تک محض اطلاع کی صورت میں نہیں پہنچتی بلکہ یہ ہمیشہ حکم کے طور پر آتی ہے "اُٹھ حضورِ مسیح کے پاس جا" -

وہ یہ بھی کہہ سکتا تھا کہ "جب حضورِ مسیح یریحو کے تمام اندھوں کو بینائی بخشیں گے تو پھر میں بھی بینائی کی پیش کش کو قبول کر لوں گا" - نہیں، ہم حضورِ یسوع مسیح کے پاس صرف اُس وقت ہی آ سکتے ہیں جب آپ ہمیں بلائیں (آپ یہ انجیل شریف کی تلاوت اور بشارت سے کرتے ہیں) - عین ممکن ہے کہ ہمیں دوبارہ موقع نہ ملے -

پھر وہ شخص مرید بن کر کلمۃ اللہ کی پیروی کرنے لگا حالانکہ اس وقت آپ یروشلیم کی طرف جارہے تھے جہاں آپ ردّ کئے جانے والے تھے، آپکا تمسخر اُڑایا جانے والا تھا بلکہ آپ کی قتل تک نوبت پہنچنے والی تھی۔ وہ شخص کتنی عجیب چیزیں دیکھنے والا تھا۔ ہم یہ توقع کرسکتے ہیں کہ یہ اُن پانچ سو معتقدوں میں سے ایک تھا جنہوں نے حضورِ یسوعؔ مسیح کو مُردوں میں سے جی اُٹھنے کے بعد بچشم خود دیکھا تھا۔

مشکل علاج

مرقس ۸ : ۲۲-۲۶

ہاتھ کی پانچوں انگلیاں ایک سی نہیں ہوتیں۔ اِسی طرح گناہ اور نجات کے معاملہ میں بھی لوگوں میں بڑا فرق ہوتا ہے۔ اِس اندھے کی (۸ : ۲۲-۲۶)۔ حالت برتمائی سے مختلف تھی۔ برتمائی کی بینائی کتنی جلدی اور آسانی سے بحال ہوگئی تھی حالانکہ لوگوں نے اُسے روکنے کی کوشش کی تھی! اس کے برعکس ملاحظہ ہو کہ بیت صیدا میں کتنے ہی لوگ اس اندھے کی مدد کرنے کی کوشش کر رہے تھے۔ یہ بھی دیکھیے کہ حضورِ یسوعؔ مسیح نے اِس کے لئے کتنی تکلیف اُٹھائی۔ آپ اُس کا ہاتھ پکڑ کر اُسے گاؤں سے باہر لے گئے، اپنے تھوک سے اُس کے لئے دوا تیار کی۔ اور پھر اپنے دونوں ہاتھ اس کے سر پر رکھے پھر بھی اِس کا نتیجہ تسلی بخش نہیں نکلا۔ وہ صرف آدمیوں اور درختوں جیسی بڑی اشیاء کو دیکھ سکا اور ان میں بھی امتیاز صرف اِس لیے کر سکا کہ آدمی حرکت کرتے ہیں اور درخت ساکن کھڑے رہتے ہیں۔

لیکن حضورِ مسیح کسی کو اِس حالت میں نہیں چھوڑنا چاہتے۔ آپ نیک

طبیب ہیں اور جو اپنے آپ کو آپ کے سپرد کر دیتے ہیں آپ انہیں کامل شفا دے سکتے ہیں۔ پس آپ نے دوبارہ اپنے ہاتھ اس کے سر پر رکھے اور اُس کی بینائی مکمل طور پر بحال ہو گئی۔

وہ کون سی شے تھی جس نے اس کی بینائی کی بحالی کو اس قدر مشکل بنا دیا؟ ممکن ہے کہ بیت صیدا کے گاؤں میں اس کا کسی سے ناجائز تعلق ہو یا اُس پر کسی قسم کے گناہ کی آزمائش آئی ہو۔ یہی وجہ ہے کہ بعد ازاں بیت صیدا اس کے لئے ممنوعہ علاقہ قرار دیا گیا۔ لیکن اِس کا خاص سبق بڑا حوصلہ افزا ہے۔ اِس بات سے کوئی فرق نہیں پڑتا کہ کوئی شخص گناہ میں کتنا ہی غرق ہو۔ حضورِ مسیح اسے جو آپ کی معرفت خدا تعالیٰ کے پاس آئے بچانے پر قادر ہیں۔

سانڈ سے تشبیہ

ہم پہلے ہی دیکھ چکے ہیں کہ اناجیل اربعہ کی اس دوسری کتاب میں کلمتہ اللہ کے جس پہلو کو بیان کیا گیا ہے وہ خدا تعالیٰ کے خادم کا ہے، جسے سانڈ سے تشبیہ دی گئی ہے۔ بائبل شریف میں بیل کے دو معرف بتائے گئے ہیں اور وہ ہیں محنت مشقت اور قربانی۔ اِس کتاب کی مرکزی آیت میں یہ دونوں خیال ملتے ہیں۔ "ابنِ آدم بھی اِس لئے نہیں آیا کہ خدمت لے بلکہ اس لئے کہ خدمت کرے اور اپنی جان بہتیروں کے بدلہ فدیہ میں دے" (مرقس ۱۰ : ۴۵)۔ کتاب کے پہلے حصہ میں حضورِ یسوع مسیح کی بے لوث خدمت کا اور دوسرے حصہ میں آپ کی کفارہ بخش موت کا بیان ہے۔

ہم دوسرے حصہ میں سے دو واقعات کا ذکر کریں گے جو ابتدائی مسیحی تبلیغ میں حضورِ یسوع مسیح کی وفات کے مقصد کی صراحت کرنے کے لئے

اکثر بیان کیٔے جاتے تھے ۔ پہلے واقعہ کے متعلق (مرقس ۱۴ : ۳-۹) حضورِ مسیح نے اُس وقت ہی بتا دیا تھا کہ یہ انجیل شریف کی تبلیغ کا جو تمام دُنیا میں کی جائے گی حصّہ بن جائے گا، اِسی لئے کہ یہ ایک خاص طریقہ سے حضورِ مسیح کی صلیبی موت کو بیان کرتا ہے ۔

حضورِ مسیح کا پاک بدن توڑا گیا

مرقس ۱۴ : ۱-۹

ایک عورت ایک بڑے عطر دان میں جٹاماسی کا نہایت بیش قیمت عطر لے کر آئی ۔ فی زمانہ اُس کی قیمت تقریباً پانچ ہزار روپیہ ہوگی ۔ (یہ ہمارے لئے کتنی دلچسپ اور خوشی کی بات ہے کہ یہ عطر ہمارے دکھ اُٹھانے والے نجات دہندہ کے لیے کوہ ہمالیہ سے لایا گیا تھا) ۔ کلمتہ اللہ کے ساتھ عقیدت کی بنا پر اُس نے اُس عطر دان کو توڑ دیا اور سارا عطر اپنے آقا کے سر مبارک پر انڈیل دیا ۔ اتنا قیمتی ! اور اتنی افراط سے ! کہ جب دو دن بعد حضورِ مسیح کو صلیب دیا گیا اور آپ وفات پا کر دفن ہوئے تو اُس وقت بھی ہوا اُس کی مہک سے معطر تھی ۔

ہم آنخداوند کے بے خطا بدن کو جو پاکیزگی کی تمام رعنائیوں اور محبّت سے پُر تھا جٹاماسی کے اِس شفاف عطر دان سے تشبیہ دے سکتے ہیں ۔ حضورِ مسیح کا یہ پیارا اور قیمتی بدن صلیب پر بے دریغ توڑا گیا ۔ اب آپ کے نامِ مبارک کی خوشبو چہار دانگِ عالم میں پھیل گئی ہے ۔ آپ نے اپنی صلیبی موت سے نجات کی گراں قدر قیمت ادا کی ہے ۔ اور یہ نجات جس کی ضمانت آپ کی ابدی زندگی ہے تمام نوعِ انسان کے لئے کافی ہے ۔ لہٰذا

آپ کی ذات شریف سے جتنی بھی عقیدت کی جائے کم ہے۔

"میری خاطر"

مرقس ۱۵ : ۶-۱۵

آخر میں آپ برآباڈاکو کے بیان پر غور فرمایئے۔ اگر پچھلا واقعہ ہمیں یہ بتاتا ہے کہ مسیح کا بدن توڑا گیا۔ تو ڈاکو کا مندرجہ ذیل واقعہ اِسی امر کی وضاحت کرتا ہے کہ وہ میری خاطر توڑا گیا۔

برآبا حضورِ مسیح کے کردار کی عین ضد تھا۔ وہ ڈاکو اور خُونی تھا۔ ایسا معلوم ہوتا ہے کہ اُس کی سزا کا وقت آ پہنچا تھا۔ اس کے ساتھ دو اور مجرموں کو بھی مصلوب ہونا تھا۔ ایک کو بائیں، دوسرے کو دائیں اور اُسے درمیان میں۔ لیکن غیر متوقع طور پر ایک اخلاق سوز اور حیرت خیز واقعہ ظہور پذیر ہوا۔ تو بھی وہ ایک مجُرم کی نجات کا سبب بنا۔ حضورِ مسیح نے اُس خونی اور ڈاکو کی درمیانی جگہ لے لی۔ اب برآبا کا فرض تھا کہ آزاد ہوجانے کی صورت میں حضورِ مسیح کو صلیب پر لٹکے دیکھ کر کہتا "اُس نے میری جگہ لے لی اور میری خاطر مرا۔"

اِسی عظیم کارنامہ کی بابت یسعیاہ نبی نے حضورِ مسیح کی ولادتِ مبارک سے سات سو سال پیشتر پیشین گوئی کی تھی۔

"وہ ہماری خطاؤں کے سبب سے گھائل کیا گیا اور ہماری بدکرداری کے باعث کچلا گیا۔ ہماری ہی سلامتی کے لئے اُس پر سیاست ہوئی تاکہ اُس کے مار کھانے سے ہم شفا پائیں" (یسعیاہ ۵۳ : ۵)۔

یوں ہم انجیلِ شریف کے اِس حصّے کے حیرت انگیز خاتمہ پر خوشخبری کے عین مرکز، انسان کی بھاری خطاکاری اور خدا تعالےٰ کی عظیم نجات تک پہنچ گئے ہیں۔

اناجیلِ اربعہ کی تیسری کتاب لُوقا

اناجیلِ اربعہ کی تیسری کتاب حضرت حزقی ایل کی نبوتی رُویا کے "انسان کے چہرے" سے مشابہت رکھتی ہے۔ اِس میں نجات دہندہ کی حقیقی انسانیت پر زور دیا گیا ہے لیکن ساتھ ہی آپ کے خدا تعالےٰ کے خادم اور زمین کے بادشاہ ہونے کے پہلو کو بھی ضمنی طور پر بیان کیا گیا ہے۔ نیز آپ کی الٰہی فطرت پر بھی روشنی ڈالی گئی ہے۔

لُوقا طبیب

اناجیلِ اربعہ کی تیسری کتاب کے مصنّف حضرت لوقا یہودی نہیں بلکہ ایک مہذب یونانی تھے۔ وہ پولُس رسُول کے ساتھ سفر کرتے ہوئے ابتدائی زمانہ کے تمام اہم مسیحی راہنماؤں سے ملاقی ہوئے، وہ طبیب تھے۔ اُس زمانہ میں طب یونانی اپنے عروج پر تھا، اِس لئے وہ خود بھی سائنسی ذہن کے مالک تھے۔ اُن کی پرورش ایسے ماحول میں تو نہیں ہوئی تھی جس کی بدولت وہ خدا تعالےٰ اور اس کے انبیاء پر ایمان رکھتے۔ لیکن کسی نہ کسی طرح وہ حضور مسیح پر ایمان لے آئے تھے اور وہ آپ کی معرفت خدا تعالےٰ اور اُس کے کلامِ مبارک پر بھی ایمان لے آئے۔ لہٰذا حضرت لوقا اُن لوگوں کے لئے جو اِس نظریہ کے حامل ہیں کہ خدا تعالےٰ کا علم کسی کو نہیں ہو سکتا (لا ادریت) ایک اچھے استاد اور راہنما ہیں۔ نیز اُن کے لئے بھی جو مذہبی روایات کی

بجائے چشم دید گواہوں کی معتبر شہادت ہی پر اعتماد کرتے ہیں۔ اُن کا طریقہ کار معلم (متی) یا مبلغ (مرقس) کا نہیں بلکہ مورخ کا ہے۔

چشم دید شہادتیں

انسان کا تمام علم حواس خمسہ کا رہین منت ہے۔ اس کتاب میں خدا تعالیٰ کے عرفان اور نجات کے علم کی بنیاد اُن مستند گواہوں کی شہادت پر ہے، جنہوں نے ابنِ آدم یعنی کلمتہ اللہ کے عجیب کاموں کو دیکھا اور آپ کے کلام مبارک کو کانوں سے سنا تھا۔ حضورِ مسیح نے خود اپنے پیروکاروں سے فرمایا کہ "مبارک ہیں وہ آنکھیں جو یہ باتیں دیکھتی ہیں جنہیں تم دیکھتے ہو" (لوقا ۱۰ : ۲۳)۔ پہلے حصہ میں زیادہ تر اُن باتوں کا ذکر ہے جنہیں انسانی آنکھ نے دیکھا یعنی کلمتہ اللہ کے نجات بخش کام۔ دوسرے حصہ میں زیادہ تر آپ کے نجات بخش کلام کا بیان ہے۔ جسے قدیم زمانہ کے انبیاء اور بادشاہ سننے کے آرزو مند رہے لیکن انہیں سننا نصیب نہ ہوا۔ لہٰذا حضرت لوقا نجات کے پیغام کی تعلیم براہِ راست نہیں دیتے، بلکہ حضورِ مسیح کے کام اور کلام کے بارے میں بیان کرتے ہیں جو انہیں گواہوں کی زبانی معلوم ہوئے اور نتیجہ اخذ کرنے کی ذمہ داری ہم پر چھوڑ دیتے ہیں۔

چونکہ ہم نے اس کتابچے میں حضرت لوقا کے تاریخی بیان کو خاکہ کے طور پر استعمال کیا ہے، اِس لئے یہ حصہ باقی تین حصوں کی نسبت جن میں ہم نے خاص خیالات اور نکات ہی کو بیان کیا ہے، زیادہ طویل ہے۔

حضرت لوقا کا کلمتہ اللہ کے بارے میں تاریخی بیان قوم یہود پر ہی محدود نہیں بلکہ اُس کو عالمی تواریخی حیثیت حاصل ہے۔ مثلاً حضورِ مسیح کا نسب نامہ

(لوقا ۲ : ۲۳ تا ۲۸) - ایسی وسعت اختیار کر لیتا ہے کہ اُس کی لپیٹ میں تمام اقوامِ عالم آجاتی ہیں - یوں حضرت لوقا حضورِ مسیح کو ہر زمانہ کے انسانوں کا قرابتی قرار دے دیتے ہیں - آپ کی ولادت سعادت زمانوں کے عین درمیان اور اس کرۂ ارض کی وسطی سرزمین فلسطین میں ہوئی، جو تین عظیم براعظموں، ایشیا، یورپ اور افریقہ کو ملاتی ہے - چنانچہ حضرت لوقا کو تمام روئے زمین کے لیے حضورِ مسیح کی آمدِ مبارک کی اہمیت دکھانا مقصود ہے (لوقا ۱ : ۵؛ ۲ : ۱، ۲؛ ۳ : ۱، ۲) -

حضرت متی اکثر اُن قدیم انبیاء کے صحیفوں سے اقتباس کرتے ہیں جو مُدت ہوئی وفات پا چکے تھے - لیکن اس کے برعکس حضرت لوقا جن گواہوں کا حوالہ پیش کرتے ہیں (پہلے باب میں الیشبع اور مُقدسہ مریم، دوسرے باب میں زکریاہ اور شمعون) وہ بقیدِ حیات تھے - یہ وہ لوگ تھے جنہیں خدا تعالےٰ نے حسبِ موقع شہادت دینے کی تحریک بخشی - مذہبی روایات کا اپنا مقام ہے لیکن حضرت لوقا نے جن شہادتوں کا بیان کیا ہے، وہ باپ دادا کے زمانے کی نہیں بلکہ اُن ہی کے زمانہ یعنی پہلی صدی عیسوی کی تاریخ سے متعلق ہیں -

یہ شرف حضرت لوقا ہی کو حاصل ہے کہ انہوں نے ایک کنواری کے بطنِ مبارک سے حضورِ مسیح کی ولادتِ پاک اور بچپن کا زمانہ بڑی تفصیل کے ساتھ تحریر فرمایا ہے - انہوں نے دو مرتبہ ہمیں بتایا ہے کہ وہ پاک بچہ وقت کی رفتار کے ساتھ جسم، دانائی اور عرفانِ الٰہی میں بڑھتا رہا، اور آخرکار سنِ بلوغت کو پہنچا - (لوقا ۲ : ۴۰ - ۵۲) -

کلمتہ اللہ کی خدمت کا آغاز

پس حضور مسیح نے تقریباً تیس برس کی عمر میں اپنے گھر کو خیر باد کہا جہاں آپ نے اپنے چار بھائیوں اور کئی بہنوں کے ساتھ پرورش پائی تھی۔ آپ کے المسیح ہونے کا تقرر اُس وقت عمل میں آیا جب آپ نے حضرت یوحنّا اصطباغی (ایحییٰ نبی) کے ہاتھوں بپتسمہ لیا (لوقا ۳: ۲۱، ۲۲)۔ اُس وقت آسمان سے خدا تعالےٰ کی آواز سنائی دی کہ "تو میرا پیارا بیٹا ہے۔ تجھ سے میں خوش ہوں"۔

کلمتہ اللہ کی شخصیّت کا اسرار

یہ ہے حضور مسیح کی شخصیّت کا اسرار۔ اگر آپ فی الحقیقت انسان ہیں تو آپ خدا تعالےٰ کے بیٹے کیسے ہو سکتے ہیں؟ یا اگر آپ فی الحقیقت الٰہی ذات ہیں تو آپ کس طرح ہماری طرح گوشت اور خون میں شریک ہو کر ہمارے قرابتی ہو سکتے ہیں؟ اگر آپ فی الحقیقت الٰہی ذات ہیں تو آپ کس طرح ہماری طرح ہر بات میں اپنے آسمانی باپ کے حاجت مند ہو سکتے ہیں؟ بعض لوگ اس مشکل سے بچنے کے لئے آنکھیں بند کر کے شہادت کے اہم حصّے کو نظر انداز کر کے کہہ دیتے ہیں کہ آپ کی فطرت محض انسانی تھی۔ دیگر اشخاص شہادت کے دوسرے اہم حصّے کو نظر انداز کر کے کہہ دیتے ہیں کہ آپ کی انسانیّت محض ظاہری تھی۔ لیکن حقیقت میں آپ الٰہی ذات تھے۔

حضورِ مسیح کی آزمائش

لوقا ۴ : ۱ - ۱۳

جب ابلیس نے حضور مسیح کو آزمایا، تو اُس نے پُوری کوشش کی کہ آپ اپنی اِنسانیت سے اِنکار کر دیں - یہ ایسے ہی تھا گویا کہ ابلیس آپ سے کہہ رہا تھا "خُدا اقرار کرتا ہے کہ تو اُس کا بیٹا ہے - لیکن یہ کیونکر ہوا کہ اُس نے تجھے چالیس روز تک بھوکا رکھا؟ یہ کیوں؟ کیا تیرے لیے سر چھپانے کو کوئی جگہ نہیں رہی؟ کیا تیرے پاس اِس کا کوئی جواب ہے کہ یروشلیم کی ہیکل میں ایک بھی ایسا شخص نہیں جو تجھے قبول کرتا ہو؟ بہتر ہے کہ تو اپنے الٰہی جاہ جلال اور اختیار کو بروئے کار لا اور جو کام خدا نے تیرے لیے نہیں کئے تو خود ہی کر - اپنی ضروریات خود مہیا کر - اپنا خدا خود بن اور اِن پتھروں کو کہہ کہ روٹیاں بن جائیں - ساری دنیا کا اختیار مجھ سے لے - فرشتوں کی ہمراہی میں ہیکل کے صحن میں اُتر کر پرستاروں کے مجمع کو متحیر کر - ایک لمحہ میں تیری الوہیت ثابت ہو اور تیری بادشاہی قائم ہو جائے گی"

حضورِ مسیح کی اطاعت گزاری

لیکن حضور مسیح نے گویا فرمایا "ہرگز نہیں - بیٹا اِس لئے آیا ہے کہ اپنے آسمانی باپ کی مرضی بجا لائے - مَیں اُس کی مرضی کی بجا آوری سے اپنے آپ کو بیٹا ثابت کروں گا - انسان کے لئے خدا تعالےٰ کی مرضی کا اظہار اُس کے پاک صحیفوں میں کیا گیا ہے اور میں بطور انسان اپنے آپ کو انکے تابع کرتا ہوں - توریت شریف میں مرقوم ہے کہ انسان صرف روٹی ہی سے

نہیں جیتا رہے گا بلکہ ہر اُس بات سے جو خُدا تعالےٰ کے مُنہ سے نکلتی ہے
انسان کا فرض یہ ہے کہ وہ خدا تعالےٰ کی پرستش اور خدمت کرے، اُس
پر ایمان رکھے اور اُسے کم اعتقادی کے باعث نہ آزمائے۔"
پس کامل انسان یعنی کلمۃ اللہ نے اعلان کیا کہ خواہ مجھ پر کتنی ہی
مُصیبتیں اور آزمائشیں آئیں، حتیٰ کہ موت تک بھی نوبت کیوں نہ پہنچ
جائے میں خدا تعالےٰ کی محبّت، پرستش اور خدمت سے کبھی انحراف
نہیں کروں گا۔

معجزات

حضرت لوقا اپنی اس کتاب میں حضورِ مسیح کے معجزات کا ذکر کرتے ہیں
جو آپ نے خدا تعالےٰ کی قدرت سے کئے تھے۔ بعض لوگ آپ کے معجزات
کو آپ کے ذاتِ الٰہی ہونے کی دلیل سمجھتے ہیں۔ لیکن شاید وہ قدرے جلدبازی
سے کام لیتے ہیں کیونکہ حضورِ مسیح نے خود فرمایا کہ حضرت الیاس حضرت
الیشع نے بھی معجزے کئے تھے (لوقا ۴ : ۲۵-۲۷)۔ خدا تعالےٰ کسی
نبی کو بھی معجزات کی قدرت بخش سکتا ہے جیسے اُس نے حضرت موسیٰ اور
بعد ازاں حضورِ مسیح کے حواریوں کو بخشی۔ یہاں تک کہ خُدا تعالےٰ کے
صاحبِ معجزات خادموں نے بعض اوقات مرُدوں کو بھی زندہ کیا۔
معجزات صرف اس حقیقت کی نشاندہی کرتے ہیں کہ خدا تعالےٰ عام طریقوں
سے قطع نظر غیر معمولی طریقے سے سرگرمِ عمل ہے۔
تاہم زیرِ مطالعہ کتاب میں معجزات کا ایک سلسلہ موجود ہے (لوقا
۵ : ۱۲- ۶ : ۱۱)۔ جو حضورِ مسیح کی لاثانی فطرت کے بارے میں سبق سکھاتا

ہے۔ چونکہ معجزات کا یہ بیان کلمتہ اللہؑ کی انسانیت کی تعلیم کے ساتھ ساتھ تھا اِس لیے ان کی اہمیّت اور بھی بڑھ جاتی ہے۔

کوڑھ سے رہائی

ایک کوڑھی نے پاک صاف ہونے کی درخواست کی۔ یاد رہے کہ اُس نے شِفا کے لئے نہیں بلکہ صفا کے لئے فریاد کی۔ کوڑھ کو، بیماری کی نسبت زیادہ شرعی آلودگی سمجھا جاتا تھا اور وہ بھی نہایت سنگین قسم کی۔ یہ ایسی آلودگی نہیں تھی جو اختیاری ہو اور جس کا علاج ہو سکتا، بلکہ یہ خدا کی مار متصوّر ہوتی تھی۔ عبرانی زبان میں اِسے "کوڑھ کی مار" کہا جاتا تھا۔ مطلب یہ تھا کہ خدا تعالےٰ نے خود کِسی اِنسان کو اس وبا میں مبتلا کیا ہے۔

خدا کی مار کو ماسوا خدا تعالےٰ کون ہٹا سکتا ہے؟ حضورِ مسیح یہ ظاہر کرتے ہیں کہ آپ یہ اپنی ہی قدرت اور رضا سے کر رہے ہیں۔ "اُس نے ہاتھ بڑھا کر اُسے چھوا اور کہا مَیں چاہتا ہوں تو پاک صاف ہو جا"۔ اِس موقع پر نہ تو دوا اِستعمال کی گئی اور نہ آپ نے خدا تعالےٰ سے دُعا مانگی بلکہ صاحبِ اختیار ہونے کے باعث آپ کے چھُونے اور کہنے سے اُس کا کوڑھ جاتا رہا۔

حضورِ مسیح نے اُس شخص کو جواب کوڑھ سے پاک صاف ہو چکا تھا مقامی امام (کاہن) کے پاس بھیجا جو اُن دنوں میں افسرِ صحتِ عامہ بھی ہوا کرتا تھا تاکہ اُس کا معائنہ کرے اور صحت مندی کی سند دے۔ نجات کے اِن عظیم واقعات کی چشم دید گواہوں نے تصدیق کی اور انہیں ضبط تحریر میں لائے۔ یہ شخص جو خدا کی مار کو ہٹاتا ہے کون ہو سکتا ہے؟

نوجوان کو گناہ کی معافی

مرقس کی کتاب کی وضاحت کرتے وقت ہم مفلوج کے واقعہ پر پہلے ہی غور کر چکے ہیں (صفحہ ۲۰) لیکن اس سوال کا جواب دینا ہنوز باقی ہے کہ سوائے خدا کے گناہ کون معاف کر سکتا ہے؟ حضور مسیح جنہوں نے اپنے آپ کو ابنِ آدم کہا گناہ معاف کرتے ہیں۔ لہٰذا اب یہ مسئلہ ہے کہ یہ ابنِ آدم کون ہیں؟

حضورِ مسیح کی بیعت

دوسرے واقعہ سے پیشتر حضور مسیح اُس کھچا کھچ بھرے ہوئے صحن سے نکل کر جھیل کی کھلی فضا کی طرف تشریف لے گئے۔ راستے میں محصول کی چونگی تھی۔ حضرت لاوی المعروف متی چونگی کے افسرِ اعلیٰ تھے۔ وہ حضور مسیح کو جانتے تھے کیونکہ اُن دنوں آپ اِس شہر میں سکونت پذیر تھے۔ ایسا معلوم ہوتا ہے کہ حضرت متی پہلے سے آپ کی تعلیمات قبول کر چکے تھے۔ وہ آپ کی تحکم خیز بلاہٹ سے حیران ہوئے کیونکہ اُس میں خدا تعالےٰ کی پیروی کے برعکس شخصی پیروی کی نمایاں جھلک پائی جاتی تھی کہ "میرے پیچھے ہولے۔"

یہ کون ہے جو اِس طرح کلام کرتا ہے؟

شافی اور دُولہا

حضرت متی نے اپنے پُرانے دوستوں کی جو الوداعی ضیافت کی، اُس میں

حضورِ مسیح نے اپنے متعلق بڑے حیران کن دعوے کئے کہ آپ گنہگاروں کے شافی ہیں اور مومنین کی جماعت کے جس کو کلیسیا کہا جاتا ہے دُولہا بھی ہیں۔ ہم سب اِس امر سے بخوبی آگاہ ہیں کہ بے شک دنیا میں متعدد ڈاکٹر اور حکیم ہیں تاہم حقیقی معنوں میں شافی ایک ہی ہے۔ اس کا اظہار توریت شریف میں یوں کیا گیا ہے۔ "مَیں خداوند تیرا شافی ہوں" (خروج ۱۵ : ۲۶)۔ اسی طرح خدا تعالےٰ نے یہ وعدہ بھی کیا ہے کہ وہ وفاداری کے ابدی عہد میں اپنے لوگوں کا دُولہا ہوگا۔ "میں تجھے وفاداری سے اپنی نامزد بناؤں گا اور تو خداوند کو پہچانے گی" (ہوسیع ۲ : ۲۰)۔ یہ کون ہے جو اپنے آپ کو دُولہا اور شافی کہتا ہے؟ اگر یہ دُولہا اور شافی کہلانے والا ابنِ آدم ہے تو یہ ابنِ آدم کون ہے؟

خُدا تعالےٰ کے دِن کا مالک

آخری دو واقعات (لوقا ۶ : ۱-۱۱) کا تعلق سبت کے دن سے ہے۔ محنت کش لوگوں سے محبّت کے باعث خدا تعالےٰ نے حضرت موسیٰ کی معرفت فرمایا کہ ہر سنیچر کے دن مکمل آرام کیا جائے اور اِس دن کو سبت کا دن کہا جاتا تھا۔ چونکہ آرام کا دن محنت مشقت کرنے والوں کے لئے خدا کا عطیہ تھا، اِس لئے وہ اِسے اپنا دن کہتا ہے "مَیں نے اپنے سبت بھی اُن کو دئے . . ." (حزقی ایل ۲۰ : ۱۲)۔ یہ یہودیوں کا پرستش کا خاص دن بن گیا، جس طرح اسلام میں جمعہ اور دینِ عیسوی میں اتوار ہے۔ لیکن یہودی مذہبی راہنماؤں نے متعدد قوانین وضع کر رکھے تھے کہ سبت کے دن کو کیسے مانا جائے۔ مثلاً نہ صرف یہ کہ سبت کے دن فصل کی کٹائی نہ کی جائے

بلکہ یہ بھی کہ اگر کوئی راہ چلتے ہوئے گیہوں کی دو ایک بالیں بھی توڑ کر اپنے ہاتھ میں مسلے تو یہ فصل کی کٹائی اور گاہنے کے مترادف ہوگا اور وہ سبت کی بے حرمتی کرنے والا بنے گا۔ بسا اوقات اِس قسم کے قوانین کے بارے میں مذہبی علماء خدا تعالےٰ کی نسبت زیادہ سختی دکھاتے ہیں۔

ایسے موقع پر حضورِ مسیح نے اپنے حواریوں کا دفاع کرتے ہوئے یہ دعوےٰ کیا کہ "ابن آدم سبت کا بھی مالک ہے"۔ لیکن خدا کے دن کا مالک کون ہو سکتا ہے؟ یہ ابنِ آدم کون ہے (لوقا ۶: ۱-۵)۔

خدا تعالےٰ کے حضور دعوےٰ کا ثبوت

اُوپر سبت کا مالک ہونے کا حضورِ مسیح نے بغیر ثبوت کے محض دعویٰ کیا۔ لیکن جلد ہی ایک ثبوت فراہم کیا جاتا ہے۔ ایک دوسرے سبت کے دن (لوقا ۶: ۶-۱۱)۔ جب جماعت نماز کے لئے جمع ہو کر خدا تعالےٰ کی حضوری کی منتظر تھی تو حضورِ مسیح نے دانستہ ایک ایسے شخص کی طرف جماعت کی توجہ مبذول کرائی جس کا ہاتھ سوکھا ہوا تھا۔ اُس مخصوص مقام اور سبت کی سنجیدہ ترین ساعت میں جب تمام جماعت کی آنکھیں سوکھے ہاتھ والے آدمی کی طرف لگی ہوئی تھیں، کلمتہ اللہ نے شفا کا حکم دیا اور وہ فوراً وقوع میں آگئی۔ اس طرح آپ نے خدا تعالےٰ کی حضوری میں اِس دعوےٰ کا ثبوت دیا کہ آپ سبت کے مالک ہیں۔ خدا تعالےٰ کے علاوہ سبت کا مالک کون ہو سکتا ہے!

ہم نے تو یہ نتائج کلمتہ اللہ کے عجیب و غریب کاموں سے اخذ کئے ہیں۔ لیکن اُس وقت ایسے نتائج اخذ نہیں کئے گئے۔ حواریوں کے دِل میں

اپنے آقا کے اعمال و اقوال کا عمیق مقصد آہستہ آہستہ ہی جاگزیں ہُوا۔

یہ اِبن آدم کون ہیں؟

تین[۳] سال کی خدمت کے بعد اور اپنے وصال سے چھ ماہ پیشتر حضور مسیح نے اپنے حواریوں کو علیحدہ بلایا تاکہ اپنی جدائی کے لئے انہیں تیار کریں۔ اس وقت اور آج بھی یہ ایک اہم سوال ہے کہ ابنِ آدم کون ہیں؟ ہم حضور مسیح کو کیا سمجھتے ہیں؟ اُس وقت اور آج بھی بیشتر لوگ یہی کہتے ہیں کہ آپ خدا تعالےٰ کے برگزیدہ نبی تھے۔ آپ حضرت ایلیاہ یا حضرت یوحنا اصطباغی (یحییٰ) کی مانند عظیم نبی تھے، لیکن تھے انسان۔ لیکن انجیل شریف کی گواہی یہ ہے کہ آپ انسان سے کہیں افضل تھے۔ آپ المسیح تھے۔ آپ ابنیاء سے بدرجہا ارفع تھے کیونکہ تمام انبیاء کا اشارہ آپ ہی کی طرف تھا۔

المسیح ہونے کا کیا مطلب ہے؟

کلمۃ اللہ نے اپنے پیروکاروں کو کہا "کیا تم اب پہچان گئے ہو کہ مَیں المسیح ہوں؟ تو تمہیں واضح ہو کہ صلیب میری منتظر ہے۔ سیاسی راہنما مجھ پر ملک دشمن اور قائدین دین کافر ہونے کا الزام لگا کر مجھے ہلاک کر دیں گے اور علماء مجھے جاہل کہہ کر رد کر دینگے۔ مَیں مر جاؤنگا لیکن تیسرے دن مردوں میں سے جی اُٹھوں گا۔

مسیحی ہونے کا کیا مطلب ہے؟

"اِس کے علاوہ، تم جو میری پیروی کرنے ہو یعنی مسیحی ہو تمہیں بھی یہی

لوگ ردّ کریں گے ۔ تم میں سے بعض بے وقوف گردانے جائیں گے، دوسرے کافر اور بعض کو قومی غدّار قرار دیا جائیگا ۔ تمہارے لئے بھی صلیبیں گاڑی جائیں گی ۔ لیکن ہمت نہ ہارنا ۔ دکھوں کے بعد جلال ملے گا ۔ اِن باتوں کی یقین دہانی سے ہو گی کہ یہاں چند ایسے آدمی موجود ہیں جو خدا کی ابدی بادشاہی کا جلال اور قدرت جیتے جی دیکھیں گے ۔"

کلمتہ اللہ کا جلال

ایک ہفتہ بعد یہ وعدہ پُورا ہُوا جب حضور مسیح اپنے تین حواریوں سمیت ایک اُونچے پہاڑ پر تشریف لے گئے ۔ وہاں انہوں نے آپ کے الٰہی جاہ و جلال کا مشاہدہ کیا جیسا کہ ہم بھی موت کے بعد آپ کو دیکھیں گے ۔ آپ کا نہ صرف چہرہ منوّر ہو گیا بلکہ لباس بھی ۔ وہ حواری اُس عظیم نظارہ کو کبھی نہ بھُول سکے ۔ اِس کے وسیلہ سے اُنہیں آئندہ سنگین آزمائشوں میں بڑی تقویّت ملی ۔ اُن میں سے ایک حواری نے تینتس ۳۳ سال بعد اعلان کیا "ہم نے . . . خود اُس کی عظمت کو دیکھا تھا کہ اُس نے خدا باپ سے اس وقت عزّت اور جلال پایا جب اُس افضل جلال میں سے اُسے یہ آواز آئی کہ یہ میرا پیارا بیٹا ہے جس سے مَیں خوش ہوں ۔ اور جب ہم اُس کے ساتھ مُقدّس پہاڑ پر تھے تو آسمان سے یہی آواز آتی سُنی" (۲-پطرس ۱: ۱۶-۱۸) ۔ اُن میں سے ایک اور نے کہا "کلام مجسّم ہوا اور فضل اور سچائی سے معمور ہو کر ہمارے درمیان رہا اور ہم نے اُس کا ایسا جلال دیکھا جیسا باپ کے اکلوتے کا جلال" (یوحنا ۱: ۱۴) ۔

کلمتہ اللہ کی تعلیمات

موسمِ سرما تعلیم و تدریس اور تبلیغ کرنے میں صرف ہُوا۔ حضورِ مسیح کی اُس تعلیم کا ایک بڑا حصّہ ابواب ۱۰ تا ۱۹ میں محفوظ کر دیا گیا ہے۔ یعنی خُدا تعالےٰ ایمان، دُعا، اخلاقی فرائض کے بارے میں تعلیم اور آئندہ پیش آنے والے واقعات کی پیشین گوئیاں۔ اِن ابواب میں مرقوم کلماتِ مُبارک کے بغیر ہم کس قدر تہی دست رہتے۔

حضورِ مسیح کا وصال

پھر اپریل کا مہینہ آ پہنچا اور پُورے چاند کے وقت بڑی عید آئی۔ یہ آپ کے وصال کا مقرّرہ وقت تھا۔ چونکہ یرُوشلیم میں کثیر تعداد میں زائرین جمع تھے، اِس لئے بدکار حاکموں نے بلوا کے خوف سے آپ کی وفات کو التوا میں ڈالنا چاہا۔

ایک غدّار حواری بنام یہوداہ حضورِ مسیح کے دشمنوں کو اُس باغ میں لے گیا جہاں آپ دُعا کر رہے تھے تاکہ آپ خاموشی سے گرفتار کر لئے جائیں۔

شرعی عدالت کا فتویٰ

یہودیوں کی شرعی عدالت نے حضورِ مسیح پر کفر کا فتویٰ لگا کر آپکو واجب القتل قرار دیا۔ لیکن چونکہ اُنہیں موت کی سزا دینے کا اختیار نہیں تھا اِس لئے انہوں نے آپ کو سول کورٹ کے حوالہ کر کے تخریب کاری کا الزام عائد کیا۔

رُومی گورنر پیلاطس نے آپ کو بَری قرار دیا، لیکن یہودی راہنماؤں نے عوام کو اُکسایا کہ وہ آپ کے قتل کا مطالبہ کریں۔ دوسرے لفظوں میں اُنہوں نے گورنر پر موت کی سزا دینے کا دباؤ ڈالا۔ لہٰذا حضورِ مسیح کو گو بے الزام قرار دیا گیا تھا تاہم موت کی سزا دی گئی۔ فاضل مصنّف کمال حسین نے اپنی کتاب[1] میں کیا خوب لکھا ہے۔ "جس دن آدمیوں نے یسوعؔ مسیح ابنِ مریم کو موت کی سزا دی، اُس دن سے انسان کی نیکی یا حکمت پر اعتماد نہیں کیا جا سکتا۔"

حضورِ مسیحؔ کی مصلوبیّت

نو بجے صبح اُنہوں نے حضورِ مسیح کو کیلوں سے صلیب پر جڑ دیا اور صلیب کو دو[2] ڈاکوؤں کی صلیبوں کے درمیان گاڑ دیا۔ آپ نے تمام اذیّت کو بڑے صبر کے ساتھ برداشت کیا بلکہ ایذا رسانوں کے لیے دُعا کی "اے باپ اِن کو معاف کر۔ کیونکہ یہ جانتے نہیں کہ کیا کرتے ہیں۔" بارہ بجے دوپہر سے لے کر تین بجے سہ پہر تک سورج کی روشنی جاتی رہی۔ تمام لوگوں پر دہشت طاری ہوگئی۔ کیونکہ اب معلوم ہوگیا تھا کہ نہ صرف انسان کی بدی بلکہ ابلیس کی تاریکی کی طاقتیں بھی کلمتہ اللہ کے خلاف صف آرا ہیں۔ پھر حضورِ مسیح نے اپنی رُوح کو باپ کے ہاتھ میں سونپ دیا اور وفات پائی۔ دہشت زدہ مجمع شرم، افسوس اور خوف کے مارے سینہ کوبی کرتا ہُوا اپنے گھروں کو لوٹ گیا۔

---

[1] قریہ اذلیمہ

کفن دفن

ایک معزز دولت مند یہودی حضرت یوسف رومی گورنر پیلاطس کے واقفکار تھے، انہوں نے اُس سے حضورِ مسیح کی لاش دفنانے کی اجازت لے لی۔ اناجیل اربعہ کی چوتھی کتاب (یوحنا ۱۹: ۳۸-۴۲) سے معلوم ہوتا ہے کہ حضرت یوسف کی ایک اور معزز شخص بنام نیکدیمس نے مدد کی۔ اب تک اُن دونوں میں سے کوئی بھی حضورِ مسیح کا علانیہ پیروکار نہیں تھا۔ اِس حقیقت سے کہ آپ کا کفن دفن دو غیر جانبدار معزز اشخاص کے وسیلہ سے عمل میں آیا، اُن پہلے سے موجود قوی اثبات کو مزید تقویت پہنچتی ہے کہ آپ فی الحقیقت وفات پا چکے تھے۔ یوسف اور نیکدیمس نے اپنے کام کو بڑے ادب اور احترام سے انجام دیا۔ انہوں نے کفن کے لئے نہایت اعلےٰ سندھی کپڑا خریدا۔ خدا تعالےٰ کی عجیب کارسازی کے تحت لاش کو زمین میں کھودی ہوئی قبر میں نہیں بلکہ ایک چھوٹے سے کمرے میں رکھا گیا جو چٹان کو تراش کر بنایا گیا تھا۔ تاکہ لاش کے انجام کا بخوبی مشاہدہ ہو سکے۔ یہ سب کچھ جمعہ کے روز وقوع میں آیا۔

حضورِ مسیح کی موت پر فتح

اتوار کی صبح معلوم ہُوا کہ حضورِ مسیح کی قبر خالی ہے۔ اُسی دن آپ خُود مختلف اوقات پر اپنے حواریوں پر ظاہر ہُوئے۔ انجیل نویس حضرات نے اُس دن کے واقعات کا ایک دوسرے سے مختلف ذکر کیا ہے۔ ہر مصنف نے وہی کچھ بیان کیا ہے جو اُس کے اپنے گواہوں نے خود ابنِ آدم کے بارے

میں سُنا اور دیکھا تھا کہ حضورِ مسیح کو کس قدر شرمناک اور حیا سوز طریقے سے قتل کیا گیا اور کہ آپ کس طرح خدا تعالےٰ کی قدرت سے تیسرے دن قبر کے بند توڑ کر جی اُٹھے۔ تمام مصنفین بتاتے ہیں کہ آپ سب سے پہلے محترمہ مریم مگدلینی کو نظر آئے اور پھر مردوں کو۔ اِس حقیقت نے کہ اُن کے آقا موت پر غالب آئے ہیں نوزاد مسیحی کلیسیا کو ہمت و استقلال اور محبّت سے بھر دیا۔

وفات اور جی اُٹھنے کی پیشینگوئیاں

لوقا رسول اپنے قارئین کو جو شروع میں پاک صحیفوں پر ایمان نہیں رکھتے تھے۔ اِس نوبت تک پہنچانا چاہتے تھے کہ وہ اِن صحیفوں پر ایمان لائیں۔ چنانچہ انہوں نے اِس بات کی وضاحت کی ہے کہ کس طرح حضورِ مسیح نے جی اُٹھنے کے بعد اپنے شاگردوں کو یاد دلایا کہ عہدِ عتیق کے تینوں حصّوں (توریت، زبُور اور صحائف انبیاء) میں آپ کی موت اور جی اُٹھنے کی صریح پیشین گوئی کی گئی ہے۔ متعدد پیشین گوئیوں میں سے آپ نے حسبِ ذیل جیسے حوالہ جات کا ذکر کیا ہوگا:۔

۱۔ توریت شریف سے :۔ حضرت ابراہیم نے اپنے بیٹے سے کہا "اے میرے بیٹے خُدا آپ ہی اپنے واسطے سوختنی قربانی کے لئے برّہ مہیا کرے گا" (پیدائش ۲۲ : ۸)۔ اس کی تکمیل کا اعلان حضرت یوحنّا اصطباغی (یحیٰی نبی) نے کیا جب انہوں نے حضورِ مسیح کو دیکھ کر کہا دیکھو یہ خُدا کا برّہ ہے جو دُنیا کا گناہ اُٹھا لے جاتا ہے" (یوحنّا ۱ : ۲۹)۔

۲۔ صحائف انبیاء سے :۔ "جب اس کی جان گناہ کی قربانی کے لئے

گزرانی جائے گی تو وہ اپنی نسل کو دیکھے گا" (یسعیاہ ۵۳ : ۱۰)۔

۳۔ زبور شریف سے :۔ "وہ سب جو مجھے دیکھتے ہیں میرا مضحکہ اُڑاتے ہیں . . .

بدکاروں کی گروہ مجھے گھیرے ہُوئے ہے۔
وہ میرے ہاتھ اور میرے پاؤں چھیدتے ہیں . . .
وہ میرے کپڑے آپس میں بانٹتے ہیں
اور میری پوشاک پر قرعہ ڈالتے ہیں . . .
سلطنت خداوند کی ہے۔
وہی قوموں پر حاکم ہے . . .
ایک نسل اُس کی بندگی کرے گی۔
دوسری پُشت کو خداوند کی خبر دی جائے گی۔
وہ آئیں گے اور اُس کی صداقت کو ایک قوم پر جو پیدا ہوگی یہ کہکر ظاہر کریں گے کہ اُس نے یہ کام کیا ہے" (زبور ۲۲)۔

یوں بے شمار لوگ جو پہلے خدا تعالےٰ کے انبیاء اور پاک صحیفوں پر ایمان نہیں رکھتے تھے، اب حضور مسیح یعنی ابنِ آدم کو جان گئے اور آپ کو اپنا منجّی اور آقا قبول کر کے آپ ہی کے وسیلہ سے خدا تعالےٰ کو بھی جان گئے اور پاک نوشتوں پر بھی ایمان لے آئے۔

اناجیلِ اربعہ کی چوتھی کتاب یوحنّا

انجیل شریف کی چوتھی کتاب کو حواری یوحنّا رسُول اپنی ضعیف العمری میں ضبط تحریر میں لائے۔ اُس وقت تک تمام حواری اپنے ایمان کی خاطر شہید ہو چکے تھے (مؤرخین نے اُن کی شہادت پر گواہی دی ہے)۔
اناجیلِ اربعہ کی باقی تین کتابوں کی نسبت اس کتاب میں عقاب سے مشابہ کلمۃ اللہ کی الہٰی ذات کو زیادہ وضاحت سے بیان کیا گیا ہے۔

دیباچہ

انجیل شریف کے اِس حصّے کا شروع ایک ایسے دیباچہ سے ہوتا ہے (یوحنّا ۱: ۱-۱۸) جس میں بڑی جامع زبان میں تمام کتاب کا خلاصہ بیان کر دیا گیا ہے۔ اِس دیباچہ سے ہی ہمیں حضور مسیح کے اُس عظیم نام کلمۃ اللہ کا علم ہُوا ہے۔ یہ ہمیں بتاتا ہے کہ کلمۃ اللہ خدا تعالےٰ کی حیاتِ جاویدِ بے قیاس محبّت اور ازلی نور میں آسمان وزمین کی تخلیق سے پیشتر ہی موجود تھا (یوحنّا ۱: ۱، ۲)۔ کلمۃ اللہ مجسّم ہوا (یوحنّا ۱: ۱۴) اور یوں خدا کا نادیدنی جلال انسانی جامے میں ظاہر ہوا۔

کتاب کا ایک پہلو

ایک بڑے ہیرے پر جس رُخ سے بھی نظر ڈالی جائے وہ اپنی شعائیں

بکھرتا ہے۔ یہی حال اِس عجیب کتاب کا ہے۔ اِس کتاب کے بھی متعدد پہلو ہیں لیکن ہم اُن میں سے صرف ایک کو پیش کریں گے۔

توریت شریف میں خدا تعالےٰ کے جن اسمائے مبارک کا انکشاف ہُوا ان میں سے ایک نام یہ ہے "مَیں ہوں"۔ یوحنّا رسول بھی اس نام کو کئی بار استعمال کرتے ہیں۔ توریت شریف میں اس کا ذکر یوں ہُوا ہے "تب مُوسیٰ نے خدا سے کہا جب میں بنی اسرائیل کے پاس جا کر اُن کو کہوں کہ تمہارے باپ دادا کے خدا نے مجھے تمہارے پاس بھیجا ہے اور وہ مجھے کہیں کہ اُس کا نام کیا ہے؟ تو مَیں اُن کو کیا بتاؤں؟ خدا نے موسیٰ سے کہا 'مَیں جو ہوں سو مَیں ہوں'۔ سو تو بنی اسرائیل سے یوں کہنا کہ 'مَیں جو ہوں' نے مجھے تمہارے پاس بھیجا ہے۔ . . ابد تک میرا یہی نام ہے اور سب نسلوں میں اِسی سے میرا ذکر ہوگا" (خروج ۳: ۱۳-۱۵)۔ خدا تعالےٰ کا یہ عجیب نام نامکمل ہے۔ اِنجیل شریف کے زیر نظر حصّے میں حضور مسیح نے سات مرتبہ یہی نام اِستعمال کیا ہے اور ہر بار یہ نامکمل نام مکمل ہوتا دکھائی دیتا ہے۔ یُوں کلمتہ اللہ میں خدا تعالےٰ بنی نوع انسان کے لئے وہی کچھ بن جاتا ہے جس کی انہیں ضرورت ہے۔

نان و نُور

جب بنی اسرائیل حضرت موسیٰ کی راہنمائی میں ملکِ مصر سے نکلے تو اُس طویل بیابانی سفر میں خدا تعالےٰ نے اُن کی تین معجزانہ نعمتوں سے پرورش کی۔ من جو آسمان سے بھیجا گیا جس نے روٹی کا کام دیا، پانی جو حضرت موسیٰ کے لاٹھی مارنے سے چٹان سے نکلا اور بادل جو دن کو اُن

پر سایہ کئے رہتا اور رات کو روشنی دیتا تھا۔

زیرِ نظر کتاب میں حضورِ مسیح نے پہلی اور تیسری نعمت کی طرف اشارہ کرتے ہوئے فرمایا "مَیں ہُوں وہ زندگی کی روٹی جو آسمان سے اُتری۔ اگر کوئی اس روٹی میں سے کھائے تو ابد تک زندہ رہے گا بلکہ جو روٹی میں جہان کی زندگی کے لئے دوں گا وہ میرا گوشت ہے" (یوحنا ۶ : ۵۱)۔ پھر فرمایا "دُنیا کا نور مَیں ہُوں۔ جو میری پیروی کرے گا وہ اندھیرے میں نہ چلے گا بلکہ زندگی کا نور پائے گا" (یوحنا ۸ : ۱۲)۔

شاید کوئی یہ سوال کرے کہ حضورِ مسیح نے یہ کیوں نہیں کہا کہ "زندگی کا پانی مَیں ہوں" اس کا جواب یہ ہے کہ پانی کی تمثیل پاک رُوح کے لئے مخصوص ہے۔ جی اُٹھنے کے بعد حضورِ مسیح پاک رُوح کو بھیجنے والے تھے۔ دوسرے لفظوں میں آپ وہ چٹان ہیں جس پر لاٹھی ماری گئی اور پانی بہہ نکلا (دیکھئے یوحنا ۷ : ۳۷ - ۳۹)۔

روٹی اور نور کی تمثیلوں کے ذریعہ سے کلمۃ اللہ یہ واضح کرتے ہیں کہ "مَیں گزرے زمانوں کی روٹی ہوں۔ مجھ ہی سے تمہارے آباؤ اجداد سیر ہوئے۔ مَیں ہی نے اُن کی بیابان میں پرورش کر کے اُن کی رہنمائی کی۔ اب مَیں اپنی اُمّت کے درمیان آ گیا تاکہ اُنہیں سیر کروں اور اُن کی پیشوائی کروں میں لاتبدیل ہوں"۔

دروازہ اور چرواہا

یہ دونوں تمثیلیں باب ۱۰ میں پائی جاتی ہیں۔ اور یہ اُن قدیم دشت نورد بنی اسرائیل سے تعلق نہیں رکھتیں بلکہ اس موجودہ دور میں حضورِ مسیح کی عالمگیر

اُمت یعنی کلیسیا سے۔ اپنے پہلے قول میں آپ نے بیان فرمایا کہ نجات میں داخل ہونے کی راہ آپ خود ہیں نہ کہ کوئی ولی اللہ یا مذہبی فرقہ۔ ہم کسی بلند مرتبہ شخصیت کے مرید یا کسی جماعت کے رُکن بن کر نہیں بلکہ کلمتہ اللہ پر ایمان لاکر ہی نجات پاتے ہیں۔

"دروازہ مَیں ہوں۔ اگر کوئی مجھ سے داخل ہو تو نجات پائے گا" (یوحنّا ۱۰ : ۹)۔

درجِ ذیل قول اُن کے لئے ہے جو حضورِ مسیح کو منجّی قبول کرنے کے باعث نجات یافتہ لوگوں کی جماعت میں شامل ہو گئے ہیں۔

"اچھا چرواہا مَیں ہُوں۔ جس طرح باپ مجھے جانتا ہے اور مَیں باپ کو جانتا ہوں۔ اُسی طرح مَیں اپنی بھیڑوں کو جانتا ہوں اور میری بھیڑیں مجھے جانتی ہیں اور مَیں بھیڑوں کے لئے اپنی جان دیتا ہوں۔ اور میری اَور بھی بھیڑیں ہیں جو اِس بھیڑخانہ کی نہیں۔ مجھے اُن کو بھی لانا ضرور ہے اور وہ میری آواز سنیں گی۔ پھر ایک ہی گلہ اور ایک ہی چرواہا ہوگا" (یوحنّا ۱۰ : ۱۴-۱۶)۔

یہ امر ہمارے لئے کتنی تسلّی کا باعث ہے کہ ہم جو قدیم یہودی گلہ سے تعلق نہیں رکھتے، حضورِ مسیح نے ہمارا بھی خیال کیا اور ہم پر بھی نظرِ عنایت کی۔ کتاب کے آخری حصّہ میں بیان ہے کہ آپ نے کِس طرح خاص طور پر ہمارے لیے دُعا کی جو اِس مخصوص گلہ سے خارج ہیں (یوحنّا ۱۷ : ۲۰-۲۱)۔

لازوال زِندگی

حضورِ مسیح کا پانچواں قول قبر کے بعد کی زندگی کے بارے میں ہے۔

"قیامت اور زندگی تو مَیں ہُوں۔ جو مجھ پر ایمان لاتا ہے گو وہ مر جائے تو بھی زندہ رہے گا۔ اور جو کوئی زندہ ہے اور مجھ پر ایمان لاتا ہے وہ ابد تک کبھی نہ مرے گا" (یوحنا ۱۱: ۲۵-۲۶)۔ اِس میں حضورِ مسیح یہ بیان نہیں کر رہے کہ آپ مومنین کو روزِ آخرت زندہ کریں گے بلکہ آپ اس بات کا اعلان کر رہے ہیں کہ ہر مومن پہلے ہی غیر فانی زندگی رکھتا ہے کیونکہ آپ اُس میں اپنے رُوحِ اقدس کے وسیلہ سکونت پذیر ہیں۔ پس، جیسا کہ ہم پہلے دیکھ چکے ہیں، حضورِ مسیح کلمۃ اللہ نہ صرف قدیم زمانہ کے لئے حیاتِ جاوید بن کر آئے اور نہ صرف موجودہ زمانہ کے زندہ جاوید منجی ہیں بلکہ وہ آئندہ زمانوں کے لئے بھی جاودانی زندگی ہیں۔

راہ، حق اور زِندگی

خُدا تعالےٰ کے مُبارک نام "مَیں ہُوں" سے متعلق باقی دو[۲] فرمودات قارئین کرام کے چند اہم سوالات کا جواب دیتے ہیں۔ مثلاً مجھے اِس بات کی تسلی کیسے ہو سکتی ہے کہ اِس دنیا سے کُوچ کرنے کے بعد میرے لیے آسمانی باپ کے گھر میں جگہ تیار ہے؟ مَیں خُدا تعالےٰ کو کیسے جان سکتا ہوں؟ مجھے اب اور اِسی جگہ ہمیشہ کی زندگی کیسے حاصل ہو سکتی ہے؟ باب ۱۴ میں یہ سوالات پُوچھے گئے اور اُن کے باری باری جواب دئے گئے ہیں۔ یوحنا ۱۴: ۶ میں یہ جواب یکجا کر دیئے گئے ہیں، جہاں حضورِ مسیح نے فرمایا کہ "راہ اور حق اور زندگی میں ہوں"۔ پہلا سوال آپ کے ایک حواری حضرت توما نے پُوچھا تھا۔ "اے خداوند ہم باپ کے گھر کی راہ کیسے جان سکتے ہیں؟" حضورِ مسیح نے فرمایا "راہ میں ہوں۔ اگر کوئی مجھ میں قائم اور ایمان اور

محبت میں مجھ سے پیوست ہے تو وہ باپ کے گھر کی راہ پر گامزن ہے"۔

دوسرا سوال آپ کے ایک اور حواری حضرت فلپس نے کیا تھا "اے خداوند، باپ (خدا تعالےٰ) کو ہمیں دکھا، تاکہ ہم حق کو جانیں"۔ آپ نے جواب دیا "حق مَیں ہوں۔ مَیں باپ میں ہوں اور باپ مجھ میں ہے۔ مجھے جاننا حق کو جاننا ہے"۔

لازوال زِندگی کا بھید

تیسرا سوال یہوداہ نے کیا۔ حضورِ مسیح کے دو حواریوں کا نام یہوداہ تھا۔ ایک تو وہ تھا جس نے آپ سے غداری کی اور جو یہوداہ اسکریوتی کے نام سے مشہور ہے، دوسرے حضرت یہوداہ خاموش طبع اور غیر معروف تھے۔ عرفِ عام میں وہ نیک دل یہوداہ کہلاتے تھے۔ یہی وہ یہوداہ تھے جنہوں نے سوال کیا تھا کہ "اے خُداوند! کیا ہوا کہ تو اپنے آپ کو ہم پر تو ظاہر کیا چاہتا ہے مگر دنیا پر نہیں"؟ وہ یہ معلوم کرنا چاہتے تھے کہ جب حضورِ مسیح اِس دنیا میں بدنی طور پر موجود نہیں ہوں گے تو اُس وقت اپنے آپ کو مومنین پر کیسے ظاہر کریں گے؟ حضورِ مسیح نے کہا "اگر کوئی مجھ سے محبت رکھے تو وہ میرے کلام پر عمل کریگا اور میرا باپ اُس سے محبت رکھے گا اور ہم اس کے پاس آئیں گے اور اس کے ساتھ سکونت کریں گے (یوحنا ۱۴: ۲۳)۔ پس یہاں پر لافانی زندگی کا بھید پایا جاتا ہے۔ یہ ابدی زندگی اُن تمام کے لئے خدا کی بخشش ہے جو حضورِ مسیح کو پیار کرتے، آپ پر بھروسہ رکھتے اور آپ کی فرمانبرداری کرتے ہیں۔ خدا تعالےٰ اور کلمۃ اللہ ہر مومن کی زندگی میں پاک رُوح کی صورت میں سکونت پذیر ہوتے ہیں۔

جیسے کہ حضورِ مسیح نے فرمایا "اگر تم مجھ سے محبت رکھتے ہو تو میرے حکموں پر عمل کرو گے۔ اور میں باپ سے درخواست کروں گا تو وہ تمہیں دوسرا مددگار بخشے گا کہ ابد تک تمہارے ساتھ رہے یعنی روحِ حق" (یوحنا ۱۴: ۱۵)۔

اُس روز تم جانو گے

"اُس روز" سے حضورِ مسیح کا مطلب تھا پاک رُوح کے نزول کا دن۔ حضورِ مسیح نے فرمایا "کہ یہ وہ روز ہے جب میں بدنی طور پر تم میں موجود نہ ہوں گا لیکن پاک روح تم میں سکونت کرے گا۔ اُس روز تم جانو گے کہ میں اپنے باپ میں ہوں اور تم مجھ میں اور میں تم میں"۔ آیئے ہم حضورِ مسیح کے اس قول کو یاد رکھیں تاکہ بعد میں رسولوں کی تعلیم کا مطالعہ کرتے وقت ہم اس پر دوبارہ غور کر سکیں۔

"میں ہوں" کے کلمات کے آخری فرمان سے ہم اپنے آپ کو پرکھ سکتے ہیں۔ یہ اِس سوال کا جواب دیتا ہے کہ میں کیسے جانوں کہ حضورِ مسیح اپنے رُوح پاک کے وسیلہ سے میرے دل میں سکونت کرتے ہیں۔ نیز وہ کون سی نشانیاں ہیں جن سے ظاہر ہوتا ہے کہ ایک شخص کو ہمیشہ کی زندگی حاصل ہے؟

انگور کا درخت

حضورِ مسیح نے فرمایا "انگور کا حقیقی درخت میں ہوں اور میرا باپ باغبان ہے۔ جو ڈالی مجھ میں ہے اور پھل نہیں لاتی اُسے وہ کاٹ ڈالتا

ہے اور جو پھل لاتی ہے اُسے چھانٹتا ہے تاکہ زیادہ پھل لائے،" (یوحنا ۱۵: ۱-۲)۔

حضورِ مسیح نے پہلے فرمایا تھا کہ "زندگی مَیں ہوں"۔ ذیل کی تمثیل کی مدد سے اُسے مزید واضح کرتے ہیں۔

کوئی شخص بھی فطرتاً یا پیدائشی طور پر اُس زندہ انگور کے درخت کی ڈالی نہیں ہے۔ وہ تمام جو کلمتہ اللہ پر ایمان رکھتے ہیں اُنہیں جنگلی ڈالیاں کہا جا سکتا ہے جو حقیقی انگور میں پیوند ہوئیں (مقابلہ کیجیے رومیوں ۱۱: ۱۷-۲۴)۔ وہ مختلف ظاہری طریقوں مثلاً کسی کلیسیا میں ممبرشپ وغیرہ سے حضورِ مسیح میں پیوند ہوئے۔ لیکن تمام قلمیں جڑ نہیں پکڑتیں۔ تمام پیوند تو ہیں مگر سب پیوستہ نہیں ہوئیں۔ یہوداہ اسکریوتی اِس کی عبرتناک مثال ہے کہ وہ حضورِ مسیح کے ساتھ تو تھا لیکن آپ سے کبھی حقیقی طور پر پیوست نہ ہوا۔

زِندگی کا ثبوت

کلمتہ اللہ کے ساتھ پیوست ہونے کا ثبوت یہ ہے کہ اِس شخص سے آپ کا رُوح جاری ہو کر "رُوح کا پھل" پیدا کرتا ہے، یعنی محبّت، خوشی، اطمینان، تحمل، مہربانی، نیکی، ایمانداری، حلم، پرہیزگاری وغیرہ (گلتیوں ۵: ۲۲، ۲۳)۔ حضورِ مسیح نے اِن پھلوں میں سے پہلے دو کا ذکر کیا ہے "جیسے باپ نے مجھ سے محبّت رکھی ویسے ہی مَیں نے تم سے محبّت رکھی۔ تم میری محبّت میں قائم رہو" (یوحنا ۱۵: ۹) "مَیں نے یہ باتیں اِس لیے تم سے کہی ہیں کہ میری خوشی تم میں ہو اور تمہاری خوشی پوری ہو جائے"

(یوحنا ۱۵ : ۱۱)۔
یہ پھل کسی بھی انسان کی زندگی میں بدرجہ کمال تو موجود نہیں ہوتے۔ لیکن ان کا اصلی اور افراط سے ہونا لازمی ہے۔" میرے باپ کا جلال اسی سے ہوتا ہے کہ تم بہت سا پھل لاؤ۔ جب ہی تم میرے شاگرد ٹھہروگے" (یوحنا ۱۵ : ۸)۔

اَے میرے خُداوند! اے میرے خُدا!

کتاب کا نکتۂ عروج وہ واقعہ ہے جب حضرت توما رسُول نے فاتح اجل آقا کے قدموں میں گر کر کہا" اے میرے خداوند! اَے میرے خدا!" (یوحنا ۲۰ : ۲۸)۔ حضور مسیح نے جواب دیا" تُو تو مجھے دیکھ کر ایمان لایا ہے۔ مبارک وہ ہیں جو بغیر دیکھے ایمان لائے" (یوحنا ۲۰ : ۲۹)۔
" اور یسوع نے اور بہت سے معجزے شاگردوں کے سامنے دکھائے جو اِس کتاب میں لکھے نہیں گئے۔ لیکن یہ اِس لیے لکھے گئے کہ تم ایمان لاؤ کہ یسوع ہی خدا کا بیٹا مسیح ہے اور ایمان لا کر اسکے نام سے زندگی پاؤ" (یوحنا ۲۰ : ۳۰-۳۱)۔ آمین

اناجیلِ اربعہ کی چند خصوصیات

۱۔ حضرت متّی رسول کا انجیلی بیان اُن اشخاص کے لئے ہے جو پہلے ہی خدا تعالےٰ اور اُس کے انبیاء پر ایمان رکھتے ہیں۔ اِس میں عہد عتیق کے بہت سے اقتباسات ہیں۔ یہ مذہبی متلاشیوں نیز درس و تدریس اور حفظ کے لئے نہایت موزوں ہے۔ اہلِ اسلام اِس کا خاص شوق سے مُطالعہ کرتے ہیں۔

۲۔ حضرت مرقس رسُول کا مختصر انجیلی بیان مبشّروں کے استعمال کے لئے کتاب ہے۔ مُبشّر و مبلّغ آج بھی اِسے تبلیغ کا بہترین ذریعہ سمجھتے ہیں۔

۳۔ حضرت لوقا رسُول کا انجیلی بیان مہذب لوگوں کے نجی مطالعہ کی بہترین کتاب ہے، گو وہ یہ سمجھتے ہوں کہ خدا تعالےٰ کا عرفان کسی کو حاصل نہیں ہو سکتا، تو بھی یہ اُن کے لئے فائدہ مند کتاب ثابت ہوگی۔

۴۔ یوحنا رسُول کا بیان مسیحیوں کے لئے کلیسیا میں تلاوت کے لیے مخصوص ہے۔

اناجیلِ اربعہ کا نصب العین یہ ہے کہ تمام اقوام کے مرد و زن حضور مسیح کو اپنا منجّی اور خداوند پہچانیں اور کلمتہ اللہ پر ایمان، محبّت اور اطاعت گذاری اُن کے دلوں میں گہری جڑ پکڑے۔

رسولوں کے اعمال کی کتاب

یہ انجیلِ جلیل کی تیسری کتاب "لوقا" ہی کا تسلسل ہے۔ اِس میں مسیحیت کی ترقی کا بیان ہے۔ جس کی ابتدا بیت المقدس میں حضورِ مسیح کے چند یہودی پیروکاروں سے ہوئی اور ترقی کرتے کرتے تمام رومی سلطنت میں پھیل گئی۔

جی اُٹھنے کے بعد بھی حضورِ مسیح سرگرمِ عمل ہیں

حضورِ مسیح کے مُردوں میں سے جی اُٹھنے کے متعدد اثبات جو آپ نے اپنے شاگردوں کو دئیے تھے، انہیں یاد دلاتے ہوئے حضرت لوقا اِس کتاب کا تعلق اپنی پہلی تحریر سے پیدا کرتے ہیں۔ قیامت المسیح کی بابت نہ صرف انبیائے سلف ہی نے پیشین گوئیاں کیں بلکہ کلمتہ اللہ نے خود بھی جب کبھی اپنی قریب الوقوع وفات کا اپنی زبانِ مبارک سے ذکر کیا تو اُسکے ساتھ ہی تیسرے دن مُردوں میں سے جی اُٹھنے کی بھی پیشین گوئی ضرور کی۔ اور آپ نے اپنے جی اُٹھنے کے بعد کے چالیس دن میں جو تعلیم دی ہے مثلاً متی ۲۸ : ۱۸-۲۰ ؛ لوقا باب ۲۴ ؛ یوحنا ابواب ۲۰، ۲۱) ۔ اِس میں اِسی بااختیار کلامِ ربانی کی صدائے بازگشت تھی جس سے آپ کی وفات سے پیشتر ہر نوع کے بیمار اور لاچار شفا پاتے تھے۔ یہ وہی کلمتہ اللہ ہیں جن سے ہمارا تعارف اناجیلِ اربعہ میں ہُوا۔

قارئین کرام کو یاد ہوگا کہ کس طرح حضرت یحییٰ نبی نے اعلان کیا تھا کہ جب حضورِ مسیح تشریف لائیں گے تو وہ حضرت یحییٰ کے اصطباغ سے افضل اصطباغ (بپتسمہ) دیں گے۔ آپ روح الامین کا اصطباغ دیں گے، جو ایسا ہوگا گویا کہ آگ کا دریا آسمان سے زمین کی طرف بہہ رہا ہے۔ اب ہم جلد ہی اس کے معانوں پر غور کریں گے۔

صعودِ آسمانی

رُوح القُدس کے اصطباغ کا وعدہ کیا جا چکا تھا، لیکن حضورِ مسیح اُسے پُورا کئے بغیر خُدا تعالےٰ کے پاس صعود فرما گئے۔ اپنے صعودِ آسمانی سے پیشتر آپ نے فرمایا کہ وقت قریب ہے اور "تم تھوڑے دنوں کے بعد رُوح القُدس سے بپتسمہ پاؤ گے" (اعمال ۱: ۴، ۵)۔

یہ کہتے ہوئے آپ اُن کے درمیان سے اُٹھا لئے گئے پس جی اُٹھنے کے چالیس دن تک آپ کا متعدد بار اپنے پیروکاروں پر ظاہر ہونے کا سلسلہ اختتام کو پہنچا۔ اب اُنہیں آنکھوں دیکھے پر نہیں بلکہ از روئے ایمان کلام پاک کی فرمانبرداری سے زندگی بسر کرنا سیکھنا تھا۔ دو آسمانی پیامبروں نے اُنہیں آگاہ کر دیا کہ وہ آپ کی فوری واپسی کی اُمید نہ رکھیں، تاہم انہوں نے وعدہ کیا کہ کلمتہ اللہ اِس زمین پر دوبارہ تشریف لائیں گے۔ یہ حضورِ مسیح کی آمدِ ثانی ہے جو انجیل شریف کا نہایت اہم دینی مسئلہ ہے۔

نئی شریعت

قیامتِ المسیح کے عین سات ہفتے بعد بیت المقدس میں ایک اور

عید منائی گئی جو عیدِ پنتکُست کہلاتی ہے۔ یہ عید حضرت موسیٰ کو خُدا تعالےٰ کی طرف سے توریت شریف کے مِلنے کی یاد میں منائی جاتی تھی۔ اِس موقع پر دُور دراز کے ممالک کے بھی یہودی زائرین مثلاً ایران اور لبیا سے یروشلیم تشریف لائے ہُوئے تھے (اعمال باب ۲)۔ بلکہ نہایت قدیم اور مستند صاحب الرائے مفسّرین سے ہمیں معلوم ہوتا ہے کہ سندھ اور پنجاب میں مقیم یہودی بھی زیارت کے لئے اِس عالمگیر اجتماع میں شامل ہوئے تھے۔

اِن مختلف ممالک کے زائرین میں چند ہی عبرانی جانتے تھے۔ اکثر اپنے اپنے ملک کی زبان ہی بولتے تھے۔ اُن زائرین کے لئے یہ یقیناً بڑی الجھن کا باعث تھا۔ تبادلۂ خیالات میں خلل واقع ہونے کے باعث اُنکی خوشی پُوری نہ ہوسکی۔

پھر اچانک اُن کے درمیان وہ عظیم واقعہ رونما ہوا، جسے "رُوح اُلقدُس کا اصطباغ یا بپتسمہ" کہتے ہیں۔ اِس سے ۳۳ سال پیشتر پہلا نجات بخش معجزہ یعنی حضورِ مسیح کی ولادتِ مبارک پر وقوع پذیر ہوا تھا۔ حضورِ مسیح کی حیات اور اُن کی وفاتِ مبارک میں خدا تعالےٰ کی زبردست قدرت کا مظاہرہ ہُوا جو المسیح کے مرُدوں میں سے جی اُٹھنے کے باعث معراج تک پہنچا۔ پاک رُوح کا بپتسمہ، معجزات کے اُس سلسلہ کی آخری کڑی ہے جس کی ابتدا حضورِ مسیح کی ولادتِ مبارک کے معجزہ سے ہُوئی۔ عید کے اِس موقع پر فاتح اجل یعنی جلالی کلمتہ اللہ کی معرفت خدا تعالےٰ کی قدرت آسمان سے نازل ہوئی۔ یوں توریت شریف کے ملنے کے مُقدّس تہوار پر ایک نئی شریعت ملی یعنی حضورِ مسیح کی رُوح میں مستور حیاتِ نَو کی

شریعت - توریت شریف تو پتھر کی لوحوں پر مرقوم تھی مگر یہ نئی شریعت انسانی دلوں پر کندہ کی گئی -

اصطباغ رُوح اُلقدُس

اِس کے وقوع پذیر ہوتے وقت حضورِ مسیح کے کم از کم ۱۲۰ پیروکار یروشلیم کی ہیکل کے صحن میں نمازِ صبح کے لیئے جمع تھے - اچانک رُوحِ مُقدّس اُن پر آسمان سے نازل ہوا جس کا اظہار آندھی کے سناٹے اور مومنین پر آگ کے شعلوں سے ہوا -

خدا تعالےٰ کا رُوحِ مُقدّس فوراً رسُولوں کی معرفت مجمع سے مخاطب ہوا - بعض مومنین کی معرفت رُوحِ اطہر نے لاطینی میں کلام کیا، حالانکہ وہ دیہاتی تھے اور کسی بھی سکول میں لاطینی نہیں سیکھی تھی - بعض کی معرفت عربی اور فارسی میں - یہاں تک دوسروں کی معرفت پنجاب اور سندھ کی بولیوں میں بھی - اِس بڑے مجمع میں کوئی مرد عورت ایسا نہیں تھا جس نے حضورِ مسیح کی بشارت اپنی مخصوص زبان میں نہ سُنی ہو -

حضورِ مسیح پطرس رسُول کو پہلے ہی سے مُبشر مقرر کر چکے تھے - اب انہوں نے کھڑے ہو کر حضورِ مسیح کی معرفت خدا تعالےٰ کے عظیم نجات بخش افعال کا اعلان کیا - یعنی انہوں نے المسیح کی حیاتِ مبارک، وفات، مُردوں میں سے جی اُٹھنا اور رُوحُ اُلقدُس کے نزول کا پرچار کیا (اعمال ۲ : ۲۲-۳۶) - انہوں نے اِس امر کی بھی وضاحت کی کہ ایک قدیم نبی نے پہلے ہی سے رُوحُ القدُس کے اس اصطباغ کی پیشین گوئی کی ہوئی تھی (یوایل ۲ : ۲۸-۳۲) - اِس پیشین گوئی کے مطابق پاک رُوح کا اصطباغ خدا تعالےٰ

کے تمام لوگوں کو بلا امتیازِ عمر، مرد و زن، آقا و غلام دیا جائے گا۔ گناہوں سے معافی اور مخلصی بلکہ خدا تعالےٰ کی سب اچھی نعمتیں اُن سب کو جو خالص ایمان کے ساتھ خدا تعالےٰ کی بارگاہ میں آتے ہیں مُفت دی جائیں گی۔ نجات کا یہ عظیم دن اس وقت تک قائم رہے گا جب تک کلمتہ اللہ کی آمدِ ثانی کی نشانیاں ظہور پذیر ہو کر اس کے اختتام کی نشاندہی نہ کریں۔ حضورِ مسیح نے اپنے پیروکاروں کو اپنی آمدِ ثانی کی علامات سے خود آگاہ کیا تھا (متی ۲۴: ۲۹-۳۰)۔

یہی عیدِ پنتکُست ہے

پس ہم اس نتیجہ پر پہنچے کہ نجات کا دن اب بھی موجود ہے۔ حضورِ مسیح جو خدا تعالےٰ کے دا ہنے ہاتھ بیٹھے ہیں، اب بھی اُن لوگوں کے دلوں میں سکونت کرنے کے لئے اپنا رُوحِ مُقدّس بھیجتے ہیں جو آپ پر خلوصِ دل سے ایمان لاتے اور آپ کے تابع فرمان ہوتے ہیں۔ خدا تعالےٰ کی اب بھی یہی آرزو ہے کہ حضورِ مسیح کی نجات کی عجیب خوشخبری عالم و جاہل، آقا و غلام مرد و زن کی معرفت دنیا کی ہر زبان میں سنائی جائے۔ اگر ان دنوں خُدا تعالےٰ معجزانہ طور پر غیر زبانوں میں بولنے کی قدرت نہ بھی بخشے تو بھی ہم اُس نشان کی پیروی کرتے ہوئے لاطینی، عربی، فارسی، پنجابی اور سندھی براہِ راست سیکھیں گے تاکہ دنیا کا ہر شخص حضورِ مسیح مژدۂ نجات اپنی مادری زبان میں سُن سکے۔ آج بھی پنتکُست کا دن ہے یعنی حضورِ مسیح میں رُوح کی حیاتِ نَو کی عید کا دن۔

ہم کیا کریں؟

آخر میں خدا تعالےٰ کی نجات کے بیش بہا عطیہ کی پیش کش کے بارے میں سامعین کے درست ردِعمل کا مشاہدہ کریں۔ اِس سوال کا کہ "ہم کیا کریں"؟ پطرس رسول نے جواب دیا کہ "توبہ کرو اور تم میں سے ہر ایک اپنے گناہوں کی معافی کے لئے یسوع مسیح کے نام پر بپتسمہ لے تو تم رُوح القدس انعام میں پاؤ گے" (اعمال ۲ : ۳۸)۔

پانی کا بپتسمہ (اصطباغ) انسان کی طرف سے حضورِ مسیح کی اطاعت گزاری، رُوح کی طہارت اور آپ کی اُمّت میں شمولیت کا نشان ہے۔ خدا تعالےٰ کی طرف سے یہ اس بات کو ظاہر کرتا ہے کہ وہ اُسے قبول کر چکا ہے۔ یہ ایک رُوحانی نوزاد بچے کا غسل اور پاک رُوح کے باطنی اور نادیدنی بپتسمہ (اصطباغ) کا نشان ہے۔

اُس دن اُن لوگوں کی ایک نئی اُمّت پیدا ہوئی جن پر فاتح اجل حضورِ مسیح کا مُقدّس رُوح نازل ہُوا۔

پہلا شہید

خُدا تعالےٰ کی اِس نئی اُمت کی تنظیم اور نگہداشت کرنے والوں میں حضرت ستفنس بہت ممتاز تھے (اعمال ۶ : ۵)۔ اِن دنوں میں حضورِ مسیح کے فرمان کے مطابق، آپ کی معجزانہ قدرت مومنین میں سرگرم عمل تھی (متی ۹ : ۳۵ اور ۱۰ : ۱)۔ خدا تعالےٰ کی اِس نئی اُمت یعنی ابتدائی کلیسیا کی دُعا قبول ہو چکی تھی کہ "اے خُداوند! اُن کی دھمکیوں کو دیکھ اور اپنے بندوں

کو یہ توفیق دے کہ وہ تیرا کلام کمال دلیری کے ساتھ سنائیں۔ اور تُو اپنا ہاتھ شفا دینے کو بڑھا اور تیرے پاک خادم یسوع کے نام سے معجزے اور عجیب کام ظہور میں آئیں" (اعمال ۴: ۲۹-۳۰)۔

جب حضرت ستفنس کے مخالف یہودی اُن کی حکمت سے بھرپور رُوح کا مقابلہ نہ کر سکے تو انہوں نے اُن پر جھوٹے الزامات عائد کیے۔ اُن کے مقدمے اور سنگسار کیے جانے کی تفصیل ابواب ۶ اور ۷ میں درج ہے۔

یوں حضرت ستفنس حضورِ مسیح کے پہلے شہید ہو کر اُن وفادار مرد و زن کے پیشوا بنے جو آپ کے نام کی خاطر طرح طرح کی ایذاؤں سے جان سے مارے گئے جن کا سلسلہ آج تک جاری ہے۔ یہ شہید ہی ہیں جو اِس بات کا آخری ثبوت بہم پہنچاتے ہیں کہ اپنے آقا کے لئے اُن کی محبت اور ایمان ظالمانہ موت کے ڈر سے کہیں زیادہ مضبوط ہے۔

ایذا رساں ساؤل

حضرت ستفنس کی شہادت یروشلیم کی فصیل کے باہر ساؤل نامی ایک نوجوان کی زیرِ نگرانی ہوئی۔ اِس نئی تحریک کے بہاؤ کو پہچان کر ساؤل نے اُس کی روک تھام کے لیے ایڑی چوٹی کا زور لگا دیا۔ وہ بڑے بے باکی سے مومنین کے گھروں میں گھس جاتا اور اُنہیں عدالت میں گھسیٹ کر اُن کے ایمان کے اقرار پر سزا دلواتا۔

بیت المقدس میں دینِ عیسوی کا نام و نشان مٹانے کی اپنی مساعی سے ساؤل مطمئن نہ تھا بلکہ اُس نے دمشق کی سلطنت میں بھی حضورِ مسیح کے

پیروؤں کو گرفتار کرنے کا پروانہ حاصل کیا تاکہ وہ انہیں بھی گرفتار کر کے یروشلیم میں سردار کاہنوں کی عدالت میں پیش کرے (اعمال باب ۹)۔

ساؤل کے حضورِ مسیح کی طرف رجوع لانے کا بیان زیرِ مطالعہ کتاب میں تین مرتبہ ہوا ہے جس میں اِس ماجرے کی وضاحت کی گئی کہ کس طرح دمشق کی راہ پر حضورِ مسیح اپنی دہشت خیز تجلّی سے اُس پر ظاہر ہُوئے۔ اب اُس کی حضرت ستفنس کے بارے میں یہ غلط فہمی دُور ہو گئی تھی کہ وہ گمراہ تھے جب انہوں نے اپنی موت کے وقت "رُوح القدس سے معمور ہو کر آسمان کی طرف غور سے نظر کی اور خدا کا جلال اور یسوع کو خدا کی دہنی طرف کھڑا دیکھ کر کہا کہ دیکھو! میں آسمان کو کھُلا اور ابنِ آدم کو خدا کی دہنی طرف کھڑا دیکھتا ہوں" (اعمال ۷: ۵۵-۵۶)۔ اب ساؤل نے خود حضورِ مسیح کا بے بیان جلال دیکھا اور آپ کی آواز سنی تھی۔

اب سے خدا تعالےٰ کی اُمت کا سب سے بڑا ستانے والا، دُنیا میں حضورِ مسیح کی بشارت کا عظیم ترین مبلغ بن گیا۔ واہ! خدا تعالےٰ کی حکمت اور رحم!

سیاہ، گندمی اور سفید فام قومیں

ابواب ۸ اور ۱۰ میں حبشہ (ایتھوپیا) کے ایک وزیر اور رُومی فوج کے ایک افسر کے حضورِ مسیح سے رجوع کرنے کی داستان اور اُن دونوں کے درمیان باب ۹ میں ساؤل کی سرگذشت بیان کی گئی ہے۔ یہ تینوں اشخاص دنیا کے تمام قبائل کی نمائندگی کرتے ہیں۔ حبشی وزیر سیاہ فام قوموں کی، ساؤل گندمی قوموں کی اور رومی افسر سفید فام قوموں کی۔ شاید ہم حضرت

نوحؑ کے تینوں بیٹوں سمؔ۔ حامؔ۔ یافتؔ کو سیاہ، گندمی اور سفید فام قوموں کے باپ کہہ سکتے ہیں۔ اب اِن تینوں سربراہوں کی نسل حضورِ مسیحؔ پر ایمان لانے اور آپ کی فرمانبرداری کرنے میں شریک ہے۔ نئی اُمّت میں دنیا کی تمام قومیں شامل ہیں۔

پولسؔ رسُول کے بشارتی سفر

چودہؔ سال تک ابتدائی کلیسیا میں بطورِ مبشّر اور اُستاد رہنے کے بعد حضرت ساؤلؔ دو ساتھیوں کے ساتھ اپنے پہلے بڑے تبلیغی سفر پر روانہ ہوئے (اعمال ۱۳: ۱-۳)۔ سفر کے شروع میں انہوں نے اپنا یہودی نام ساؤلؔ ترک کر کے اپنا رومی خاندانی نام پولسؔ اختیار کر لیا۔ تاریخ میں وہ اِسی نام سے مشہور ہیں۔

رسولوں کے اعمال کی کتاب کے باقی حصّہ میں زیادہ تر پولسؔ رسُول کے سفروں میں اُن کی تبلیغ اور سامعین کے ردِّعمل کا ذکر ہے۔ عام طور پر ان کا طریقۂ کار یہ تھا کہ وہ کسی علاقہ کے مرکزی شہر میں جاکر یہودی عبادت خانہ میں منادی کرتے۔ چونکہ عبادت خانوں کے اراکین خواہ وہ یہودی، خواہ غیر یہودی تھے، توریت، زبُور اور صحائف انبیاء میں حضورِ مسیح سے متعلق پیشین گوئیوں سے واقف تھے اِس لیے وہ حضرت پولسؔ کی تبلیغ سے جلد متاثر ہوئے۔

حضرت پولسؔ نے اپنے تبلیغی وعظوں میں اُنہیں آگاہ کیا کہ موعودہ المسیح آچکے ہیں۔ چونکہ وہ آنے والے مسیح کی بڑی بے تابی سے راہ دیکھ رہے تھے، اِس لئے جب اُن کی آمدِ مبارک کی خبر اُن تک پہنچی تو وہ بڑے خلوص سے اُن کی طرف رجوع لے آئے۔ ابتدائی زمانہ میں حضورِ مسیح کی بشارت کے

انتہائی تیزی سے پھیلنے کی یہی وجہ تھی۔

"مَیں کیا کروں کہ نجات پاؤں؟"

لیکن پھر ایک بڑا اہم سوال اٹھا۔ وہ یہ کہ کیا کسی غیر یہودی کو دینِ عیسوی میں شریک ہونے کے لیے پہلے یہودی مذہب اختیار کرنا لازمی ہے؟ کیا اُسے خدا تعالےٰ کی نئی اُمت میں منسلک ہونے سے پیشتر، ختنہ کروا کے اس کی پُرانی اُمت یعنی دینِ یہود میں شریک ہونے کی ضرورت ہے؟ اگر اس کا جواب اثبات میں ہوتا تو پھر دینِ عیسوی دینِ موسوی کا ایک فرقہ بن کر رہ جاتا۔ لیکن اگر ختنہ اور یہودی روایات پر مبنی تہذیب کو بچوں کے کپڑوں کی طرح جو چھوٹے ہو گئے ہوں ترک کر دیا جا سکے تو پھر اسرائیل سے قطع تعلق ہونے کے باعث تمام قوموں میں دینِ عیسوی کی بشارت کا راستہ کھل جائے گا۔

خدا تعالےٰ کی کامل مصلحت کے تحت، یہ سوال اُس وقت اٹھایا گیا جب حضورِ مسیح کے حواری ہنوز بقیدِ حیات تھے تاکہ اس سوال کا جواب تلاش کرنے میں مومنین کی راہنمائی کر سکیں (اعمال باب ۱۵)۔ بالآخر، کافی بحث و تمحیص کے بعد وہ اس نتیجہ پر پہنچ گئے کہ آدمی مذہبی رسومات کے اضافہ کے بغیر صرف ایمان کے وسیلہ خدا تعالےٰ کے فضل و کرم سے نجات پاتا ہے۔ لیکن یہودی مائل بھائیوں کے شکوک رفع کرنے کے لیے ایسی تمام باتوں سے اجتناب کرنا ضروری خیال کیا گیا جن میں انہیں کافرانہ رویۃ نظر آئے، لہٰذا اس معاملہ میں راہنمائی کے لئے چند سادہ اصول وضع کئے گئے (اعمال ۱۵: ۲۸-۲۹)۔

دُوسرے تبلیغی سفر میں (اعمال ۱۵: ۳۶ - ۱۸: ۲۲) - حضرت پولُس نے اپنے طریقۂ کار سے اِس اصول کا اطلاق کیا - وہ اپنے ہمراہی حضرت سیلاؔس کے ساتھ فلپیؔ شہر میں تبلیغ کر رہے تھے (اعمال ۱۶: ۱۲ - ۴۰) - مخالفت سخت تھی - لوگ اُنہیں گھسیٹ کر حاکموں کے پاس لے گئے - وہاں اُنہیں کوڑے لگا کر قید میں ڈال دیا گیا - اُسی رات ایک عجیب طریقہ سے داروغۂ جیل کا ضمیر روشن ہو گیا اور وہ خدا تعالےٰ کے غضب کے ڈر سے پکار اُٹھا کہ "میں کیا کروں کہ نجات پاؤں"؟

یہی بات اگر حضرتِ پولُس کے بعض مخالفین سے پُوچھی جاتی تو وہ اس بے چارے آدمی کو جواب دیتے کہ "تم ختنہ کراؤ اور حضرت موسیٰ کی شریعت پر عمل کرو - نجات پانے کے لئے ہمارے المسیح پر ایمان لاؤ اور اپنی نجات کو قائم رکھنے کے لئے کوئی حرام شے نہ کھاؤ۔" فرمانبرداری کے اس پیچیدہ بوجھ کی بجائے حضرت پولُس نے اِس تائب داروغہ کو بڑا سادہ جواب دیا "خداوند یسوؔع پر ایمان لا تو تُو اور تیرا گھرانہ نجات پائے گا۔" داروغہ نے اپنے خاندان سمیت دل سے توبہ کی - انہوں نے اِس خوشخبری کو سُنتے ہی قبول کیا - اُسی رات اس خوش قسمت خاندان میں جو محبّت اور خوشی دیکھنے میں آئی، وہ اِس بات کا بیّن ثبوت تھی کہ انہوں نے سچ مچ خُدا تعالےٰ کا کامل انعام یعنی نجات بخش رُوحِ مُقدّس پایا -

رسُولوں کے خطوط

یہ امر ہماری خوش قسمتی کا باعث ہے کہ حضورِ مسیح کے رسُولوں نے خطوط سے بھی اپنی تدریسی خدمت انجام دی - خدا تعالےٰ کی مصلحتِ کاملہ

سے متعدد خطوط زمانہ کی دست بُرد سے محفوظ رہے ہے بلکہ انجیل شریف یا
نیا عہد نامہ آدھے سے زیادہ اُنہی خطوط پر مشتمل ہے۔ یہ خطوط رُوحِ پاک
کی تحریک سے حضرت پطرس، حضرت پولُس، حضرت یوحنّا اور دیگر مرسلین
حضرات کی معرفت معرضِ وجود میں آئے۔ یہ مختلف مقامی جماعتوں، خاص
اشخاص یا عالمگیر مومن جماعت کو لکھے گئے۔ اِن میں ایمان اور فرائض دینی
کے بارے میں مختلف سوالات کے جواب دئے گئے ہیں۔ نیز یہ روز مرّہ
زندگی میں ہدایت کے لئے عام اصول بھی بیان کرتے ہیں۔ اب ہم یہ
دیکھیں گے کہ یہ خطوط کیسے ضبطِ تحریر میں آئے۔

ایک مقامی جماعت کے نام خط

حضرت پولُس کا تھسلنیکے کے شہر میں قیام مختصر مگر بڑا مؤثر تھا (اعمال
۱۷: ۱-۹)۔ پہلے تین ہفتوں میں اُنہوں نے اپنے دستور کے مطابق یہودی
عبادت خانے میں خطبہ دیا جس کے اثر سے نو مریدوں کی جماعت قائم ہوئی۔
یہ جماعت خاصی بڑی تھی۔ لیکن اِس کے فوراً بعد حضرت پولُس کے خلاف
گلی کوچوں میں بڑے سخت مظاہرے شروع ہو گئے۔ حاکموں نے اُن کے
میزبان یاسون سے ضمانت طلب کر لی۔ چنانچہ پولُس رسُول نے مناسب
یہی سمجھا کہ شہر کو چھوڑ کر چلے جائیں، مبادا اُن کے دوستوں پر کوئی اُفتاد
آن پڑے۔ اتھینے پہنچنے کے تھوڑے عرصہ بعد انہوں نے اپنے نوجوان
ساتھی تیمتھیس کو نئی قائم شدہ جماعت کا حال دریافت کرنے کے لئے
تھسلنیکے واپس بھیجا۔ جب تیمتھیس یہ خوشخبری لے کر واپس آیا کہ تھسلنیکے
کے مومنین اپنے ایمان میں قائم ہیں تو حضرت پولُس نہایت شادمان ہوئے

اور رُوحِ مُقدّس نے اُنہیں فوراً خط لکھنے پر اکسایا۔ اب یہ خط "تھسلنیکیوں کے نام پولُس رسُول کا پہلا خط" کہلاتا ہے۔ دیگر رسولی خطوط کی طرح، اِس میں بھی عام دینی تعلیم کے علاوہ اُس مقامی جماعت کو جن خاص مسائل سے واسطہ تھا، اُن کے بارے میں بھی ہدایات درج ہیں۔

ایک مبلّغ کے نام خط

انجیل شریف میں دو۲ ایسے خطوط ہیں جو حضرت پولُس نے اپنے ہم خدمت تیمتھیُس کے نام لکھے۔ اِن میں اِس نوجوان کی مسیحی جماعتوں میں مبشّر اور استاد کی خدمت کے بارے میں راہنمائی کی گئی ہے۔ اِن خطوط کو نمونے کے طور پر پیش کیا گیا ہے۔ انجیلِ شریف میں بیئس۲۱ خطوط ہیں۔ یہ حضورِ مسیح یسوعؑ کے رسولوں کی وہ خدمت ہے جو انہوں نے میرے اور آپ کے رُوحانی استفادے کی خاطر انجام دی۔

رُومیوں کے نام خط

رومیوں کے نام خط خاص اہمیّت کا حامل ہے۔ یہ اُس وقت احاطۂ تحریر میں آیا جب حضرت پولُس بڑھاپے کی طرف قدم بڑھا رہے تھے اور انہیں احساس و امکان تھا کہ اِس مرتبہ اُن کے یروشلیم جانے کا نتیجہ قید اور موت کی صورت میں نکلے گا (اعمال ۲۰ : ۲۲-۲۳)۔ لہٰذا اُنہوں نے تین ماہ یونان میں ایک دوست کے گھر قیام کیا اور اپنا زیادہ وقت راہِ نجات کی باترتیب شرح لکھنے میں صرف کیا (اعمال ۲۰ : ۲، ۳)۔ اِس شرح کو اُنہوں نے رومہ شہر کی جماعت (کلیسیا) کے نام بھیجا تاکہ وہ

محفوظ رہے اور اُن ایمانداروں میں اِس کی اشاعت ہوجائے جو رومی سلطنت کے دارالحکومت میں مقیم تھے۔ حضرت پولس روم جانے کے موقع کے انتظار میں تھے۔ اِس خط نے اُن کے پہنچنے سے پہلے وہاں کی فضا کو اُن کے لئے سازگار بنایا۔

حضورِ مسیح کے وعدہ کی تکمیل

حضورِ مسیح نے اپنی وفات سے پیشتر اپنے حواریوں کو آگاہ کیا تھا کہ ابھی بہت سی اہم باتیں اُن کو سیکھنا باقی ہیں اور کہ پاک رُوح یہ باقی ماندہ باتیں آئندہ دنوں میں سکھائے گا (یوحنا ۱۶: ۱۲-۱۳)۔ حضورِ مسیح کا یہ وعدہ رسولوں کے خطوط کی صورت میں پورا ہُوا ہے۔

بادشاہی کی منادی

حضرت پولس یروشلیم پہنچنے کے تھوڑے دنوں بعد واقعی گرفتار کر لئے گئے۔ رسولوں کے اعمال کی کتاب کے آخری ۸ ابواب میں اُنکے مختلف مقدمات اور قید و بند کے عرصہ کے بارے میں تفصیل سے بیان ہے۔ آخر ش اُنہوں نے بار بار کی پیشیوں سے تنگ آکر قیصر روم کے ہاں اپیل کر دی۔ اور اِس طرح حضورِ مسیح کے یہ کار آزمودہ پیامبر، متعدد خطرات سے گزرنے کے بعد روما پہنچ گئے۔ آخری بار ہم انہیں دارالحکومت میں ایک کرایہ کے مکان میں دیکھتے ہیں جہاں وہ کمال دلیری سے بغیر روک ٹوک کے خدا کی بادشاہی کی منادی کرتے اور خداوند یسوع مسیح کی باتیں سکھاتے رہے" (اعمال ۲۸: ۳۱)۔

ختم شد